

سرد جہنم



مصنف : ڈاکٹر صابر علی ہاشمی

کتاب گھر کی پیشکش

کتاب گھر کی پیشکش

http://kitaabghar.com

سرد جہنم

وہ پچھلے کئی گھنٹوں سے مسلسل بھیگ رہے تھے۔ مسلسل بارش ہو رہی تھی۔ وہ سب کے سب تھک چکے تھے لیکن کسی ایک جگہ رک جانے کا مطلب تھا موت۔

اس لیے وہ سب چل رہے تھے۔ موت کا خوف ان سب کو اب تک زندہ رکھے ہوئے تھا۔
آخر ہمیں اور کتنا چلنا ہوگا کیپٹن۔ بالاخر ان میں سے ایک آدمی کی ہمت جواب دے گئی۔ لیکن کیپٹن آرتھر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس وقت اس کے پاس اپنے ساتھیوں کے کسی سوال کا جواب نہیں تھا کچھ دیر تک ان کے درمیان بھیانک سی خاموشی چھائی رہی۔ جسے کچھ دیر بعد ایک دوسرے شخص نے گلے کی پوری قوت سے چیختے ہوئے قطع کیا

آخر ہم لوگ کب تک چلتے رہیں گے۔ سن ڈوم اب کتنی دور ہے۔ اس سوال کے جواب میں بھی کیپٹن آرتھر نے خاموشی اختیار کی رکھی۔ کیپٹن آرتھر کی یہ خاموشی بے حد بھیانک تھی۔ اس خاموشی کے اندر ہر سوال کا جواب موجود تھا۔ کیپٹن آرتھر کی یہ خاموشی خوفناک سنائے میں چیخ چیخ کر ان سب سے کہہ رہی تھی

پتا نہیں، سن ڈوم کہاں رہ گیا ہے۔ ہم راستہ بھٹک گئے ہیں۔ اب ہم میں سے کوئی بھی اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکے گا۔ ہم سب موت کی طرف جا رہے ہیں۔ ان خاموش چیخوں کو سب نے سن لیا، سب نے محسوس کیا۔ ان سب کے ذہن میں خوفناک اندیشے زہریلے سانپوں کی طرح رینگنے لگے تھے۔ لیکن کسی نے بھی اس کا اظہار نہیں کیا۔ ان اندیشوں کو زبان پر لانا بزدلی اور مایوسی کی علامت تھا۔ ان میں سے کوئی بھی بزدل ہونے کی تہمت خود پر لگوانا پسند نہیں کر سکتا تھا۔ وہ سب کے سب، واقعی بلند ہمت جوان تھے۔ ہزاروں افراد میں سے منتخب کیے گئے تھے۔ جسمانی بھی اور ذہنی بھی اس کے بعد انہیں باقاعدہ ایک ٹریننگ سے گزرنا پڑا تھا

مجھے یہ بارش ذرا بھی اچھی نہیں لگی۔ لیفٹیننٹ جون نے کتنی ہی دیر بعد خاموشی کو قطع کیا۔ زمین پر ہمیں ونش کی بارش کی جو ڈیو فلمیں دکھائی گئی تھیں ان میں یہ منظر بہت ہی خوب صورت نظر آتے تھے۔ جون کی آنکھوں میں اس لمحے بڑی بے بسی تھی۔ وہ کچھ دیر تک چاروں طرف پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے انتہائی نفرت انگیز انداز میں ایک طرف تھوک دیا۔ جیسے اب وہ اس منظر پر لعنت بھیج رہا ہو جون کی یہ گفتگو سن کر کیپٹن آرتھر خود پر قابو نہیں رکھ سکا کیپٹن آرتھر اس ٹیم میں وہ واحد شخص تھا جو بارہا خلائی سفر کر چکا تھا۔ دو مرتبہ چاند پر طویل مدت گزارنے کا ریکارڈ بنا چکا تھا اور ایک سے زیادہ مرتبہ مرنے کا سفر کر چکا تھا اور تین مرتبہ ونش کی برفانی وادیوں کا قریب سے مطالعہ کر چکا تھا

بھی خوف زدہ کر دیا تھا۔ پیٹر کو خاموش کرنے کے بعد کیپٹن آر تھر غیر ارادی طور پر اپنے ساتھیوں کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ خدا کی پناہ۔ کیپٹن نے ایک نظر ان سب پر ڈال کر منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ ان سب کے چہرے واقعی ایک جیسے ہو گئے تھے۔ سفید چہرے۔ ان سب کے چہروں پر موت کی زردی پھیل رہی تھی۔ خوفناک بارش نے ان کے چہروں سے ان کی شناخت بھی دھو ڈالی تھی۔ ان سب کی آنکھیں ایک جیسی تھیں پھٹی پھٹی آنکھیں

بھگی ہوئی آنکھیں۔ جیسے ان سب آنکھوں میں بھی بارش اتر آئی ہو۔ کیپٹن نے ان آنکھوں سے خوف زدہ ہو کر منہ دوسری طرف پھیر لیا تھا۔ لیکن یہاں بھی اس کی آنکھوں کے سامنے ایک ہی منظر تھا

خوفناک طوفانی بارش اور حدنگاہ تک پھیلی ہوئی سفید برف، سفید زمین سفید آسمان سفید تیلے ہر چیز نے گویا سفید کفن پہن رکھا تھا۔ ہر طرف برف ہی برف، بارش ہی بارش کیپٹن آر تھر کچھ کہنا چاہتا تھا۔ لیکن ایک لفظ بھی زبان تک نہیں آیا سارے ہی الفاظ خوف میں تھڑک کر حلق تک آئے تھے۔ جو ایک گہری سانس لینے سے اندر ہی پھسل گئے

اس بھیا تک بارش سے تو اچھا ہوتا کہ ہم سمندر کے اندر ہوتے۔ بھیا تک خاموشی نے ٹیم کے ایک اور شخص جوزف کو ہراساں کر دیا جوزف کالجیڈ مایوسی میں بیگھا ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ مسلسل ر کے بغیر کتنی ہی دیر تک خود سے باتیں کرتا رہا

کاش میں اس وقت سمندر کے اندر ہوتا۔ سمندر کی تہہ میں ہوتا۔ اس طرح میں اس ذلیل بارش کی مار سے بچ جاتا۔ یہ بارش۔ یہ بارش نہیں ہے۔ جوزف نے ایک لمحے کے لیے توقف کیا، باقی افراد کے لیے اس کے یہ جملے دہشت کی علامت بن گئے تھے

یہ بارش نہیں ہے، یہ تو پانی کی گولیاں ہیں۔ پتھر ہیں جو ہم سب کو چھید ڈالیں گے۔ ہم سب کو مار ڈالیں گے۔ چاروں طرف سے اوپر سے دائیں سے بائیں سے آگے سے بھی پیچھے سے بھی آہ میری گردن آہ میرا سر۔ اتنا کہہ کر جوزف گردن تھام کر بیٹھ گیا

مجھے اب آگے نہیں جانا مجھے اسی جگہ چھوڑ دو مرنے دو مجھے بکواس بند کرو۔ کیپٹن آر تھر نے گرج کر حکم دیا۔ جوزف کی گردن نیچے ہونے کی وجہ سے کیپٹن اس کی صورت نہیں دیکھ رہا تھا۔ اب

آواز سے بھی کسی کی شناخت میں اسے مشکل ہونے لگی تھی۔ کئی بار آنکھیں رگڑنے کے بعد وہ جوزف کی صورت دیکھ سکا تھا یہ وہی جوزف تھا جو ونس کی خاطر سب کچھ کرنے کے لیے تیار تھا۔ باورڈیونیورٹی سے بائیو کیمسٹری میں فارغ علم یہ نوجوان بائیو کیمسٹر

میں بے انتہا مہارت رکھتا تھا۔ اپنے شاندار تعلیمی ریکارڈ کی بدولت ہی یہ شخص ونس پر سائنسی تحقیقات کے لیے منتخب کیا گیا تھا۔ ونس پر جانے کی خوشی، اس وقت ہر خواہش پر بھاری تھی۔ جوزف کی گرل فرینڈ کے آنسو بھی، اسے اس سفر سے نہیں روک سکے۔ جس سے وہ چند ماہ بعد شادی کا

وعدہ کر چکا تھا لیکن اب وہی جوزف اس قدر مایوس تھا کہ مزید ایک قدم بھی چلنے سے انکار کر رہا تھا۔ جوزف کی اس بے چارگی پر ایک لمحے کے لیے

آر تھر بھی رنجیدہ ہو گیا

اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو۔ یہ مشکل کیپٹن نے جوزف کو اس کے قدموں پر کھڑا کیا۔ 'یہ سب کچھ تمہیں زمین پر پہلے ہی بتا دیا گیا تھا زمین پر جو کچھ بتایا گیا تھا۔ وہ سب بکواس تھی۔ جھوٹ تھا۔ جوزف اچانک ہی جزباتی ہو کر کیپٹن آر تھر کے گریبان سے لنک گیا ونس پر کوئی زندگی نہیں ہے، کوئی درخت نہیں ہے، کوئی سن ڈوم نہیں ہے۔ آہستہ آہستہ جوزف کی آواز بلند ہونے لگی۔ ونس برف کا جہنم ہے کیپٹن صرف اور صرف برف کا جہنم اس جہنم میں ہم کیا کرنے آئے ہیں۔ اچانک ہی جوزف نے کیپٹن کا گریبان چھوڑا اور پاگلوں کی طرح برف پر کودنے لگا

بتاؤ درخت کہاں ہیں۔ نباتات کہاں ہیں۔ مجھے کن پودوں پر تحقیقات کرنی ہے۔ وہ دونوں ہاتھوں سے برف پر کودتے کودتے ہچکیاں لے، لے کر رونے لگا ہوش میں آؤ۔ مایوسی کی باتیں مت کرو۔ اب ہم سن ڈوم کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ کیپٹن نے کندھے تھکتے ہوئے اسے تسلی دینا چاہی۔ لیکن جوزف دور ہٹ گیا

تم مجھے باتوں سے نہیں بہلا سکتے۔ جوزف ایک عجیب سے انداز میں قبضہ لگا کر ہنسا۔ تم جھوٹ کہتے ہو ونس پر کوئی سن ڈوم نہیں ہے کوئی درخت نہیں ہے

وہ سامنے جو برف کا ٹیلا ہے۔ کیپٹن نے ہاتھ کے اشارے سے ایک بلند ٹیلے کی طرف جوزف کی توجہ دلائی۔ اس ٹیلے کے نیچے ایک درخت ہے۔ میری بات کا یقین کرو۔ اس کے ساتھ ہی کیپٹن آر تھر نے اپنے کندھے پر لٹکے ہوئے بیگ سے ایک عجیب و غریب مشین برآمد کی، اس کے ڈائل پر لگے ہوئے کچھ بٹنوں کو دبایا، اور برف کے ٹیلے کا رخ کرتے ہوئی زمین پر چھوڑ دیا۔ یہ عجیب و غریب مشین، جو دیکھنے میں کسی کھلونے سے مشابہت رکھتی تھی۔ کسی کھلونے کی مانند ہی چھدکتی ہوئی ٹیلے کی طرف بڑھی اور دیکھتے ہی دیکھتے برف کے ٹیلے کے اندر داخل ہو گئی۔ پھر ان سب کے دیکھتے ہی دیکھتے برف کا وہ ٹیلہ پانی بن کر بہہ گیا۔ یقیناً "مشین سے نکلنے والی طاقتور تیز حرارت نے برف کو پگھلا دیا تھا۔ برف پگھلتے ہی کیپٹن آر تھر کے علاوہ تمام افراد کی آنکھیں حیرت سے پھیل کر رہ گئیں

ان کی نگاہوں کے سامنے واقعی ایک درخت موجود تھا۔ ایک بے حد عجیب و غریب اور پراسرار سا درخت۔ جس کے تنے کا رنگ بیگی اور چٹوں کا رنگ مکمل طور پر سیاہ تھا۔ مسلسل ایک ہی منظر دیکھتے رہنے کے بعد یہ ایک خوب صورت منظر تھا۔ لیکن یہ منظر زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکا۔ دیکھتے ہی دیکھتے تمام سیاہ پتے آہستہ آہستہ سفید ہوئے اور چند لمحے بعد پھر وہاں برف کا ایک ٹیلہ کھڑا تھا۔ برف نے ایک بار پھر سب کچھ ڈھک لیا تھا

ہم لوگ اس وقت واقعی ونس کے جنگل میں ہیں۔ برفانی جنگل، برف کا جنگل۔ چند لمحوں کے لیے جوزف کی آواز میں زندگی کی لہر آ گئی۔ مگر دوسری ہی لمحے آہستہ آہستہ ڈوب گئی

لیکن یہ جنگل سن ڈوم سے کتنی دور ہیں۔ اس وقت ہم ونس کے کس حصے میں ہیں۔ ہم سن ڈوم سے رابطہ کیوں نہیں قائم کر سکتے۔ اس برف

یہ بارش یونہی ہوتی رہے گی۔ صدیوں سے یہ سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا۔ یہ بارش کبھی ایک لمحے کے لیے بھی نہیں رکے گی۔ کیپٹن آرتھر مزید کچھ کہنے کے لیے الفاظ منتخب کرنے لگا۔ لیکن اس کے بعد ٹیم میں شامل کسی شخص کے لیے بھی خاموش رہنا ناممکن تھا یہ بارش! کیا ایک لمحے کے لیے بھی نہیں رکے گی۔ وہ سب ایک ساتھ سوال کر کے، پھٹی پھٹی آنکھوں سے کیپٹن آرتھر کی طرف دیکھنے لگے

ہاں ایک لمحے کے لیے بھی نہیں۔ کیپٹن نے اقرار میں سر ہلایا اور گفتگو جاری رکھی پچھلے سال میں پورے ایک مہینے اور بارہ دن سن ڈوم نمبر میں مقیم رہا۔ اس دوران ایک لمحے کے لیے بھی یہ بارش نہیں رکے گی۔ ایک سیکنڈ کے لیے بھی سورج طلوع نہیں ہوا۔ اور یہ سلسلہ پتا نہیں کتنی صدیوں سے یونہی جاری ہے۔ بہت آہستہ آہستہ کیپٹن آرتھر کی آواز تبدیل ہونا شروع ہوئی۔ اس کے بعد غیر ارادی طور پر کچھ دیر کے لیے گویا مایوسی کے نغمے میں چلا گیا ہو پتا نہیں یہ بارش کم ختم ہوگی! کب سورج طلوع ہوگا۔ اس کے بعد گویا وہ خود سے باتیں کرنے لگا۔ پتا نہیں اس وقت ہم لوگ ونش کے کس حصے میں ہیں۔ خدا کرے کہ ہم رات ہونے سے پہلے پہلے سن ڈوم تک۔ کچھ کہتے کہتے کیپٹن آرتھر اچانک ہی خاموش ہو گیا۔ جیسے اسے اچانک ہی خیال آیا ہو کہ وہ مایوسی کی باتیں کرنے لگا ہے

کیا یہاں کی راتیں! لیفٹیننٹ جون کوئی سوال کرنا چاہتا تھا۔ لیکن درمیان میں ہی اس کی آواز گھٹ کر رہ گئی یقیناً اس کے بعد جو کچھ وہ کہنا چاہتا تھا وہ بہت خوفناک الفاظ تھے۔ جون شاید یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ ونش کی راتیں کتنی بھیانک ہوتی ہیں۔ لیکن آخری الفاظ اس کے حلق کی دیواروں سے چپک کر اسے خوفزدہ کر گئے۔ لیکن کیپٹن آرتھر کے لیے جون کی نامکمل گفتگو بھی ایک مکمل سوال تھی ونش کی رات بے حد بھیانک ہوتی ہے۔ یہ جواب کیپٹن آرتھر نے خاموشی کی زبان میں صرف سر ہلا کر رکھ دیا۔ پھر کتنی ہی دیر بعد اس کے لب ہلے۔ ونش کے بعض علاقوں میں تو دن میں بھی اتنا اندھیرا ہوتا ہے کہ ہم خود بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اس وقت بھی اگر ہمارے پاس ٹارچیں نہیں ہوتیں تو اس دھند کو ہم میں ہم دس گز دور کی چیز بھی نہیں دیکھ سکتے تھے

اس وقت بھی ہمیں کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔ ایک دوسرے شخص نے تیز لہجے میں کیپٹن کی قطع کلامی کی۔ اس کے بعد وہ گویا ہسٹریا کا شکار ہو گیا۔ اس وقت بھی ہمیں کچھ نظر نہیں آ رہا۔ ہم سب اندھے ہو چکے ہیں۔ ہم سب موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ ہم سب مر چکے ہیں۔ آہستہ آہستہ اس کی آواز بلند ہوتی چلی گئی

ہم سب زندہ نہیں ہیں۔ اب مر چکے ہیں۔ تم ذرا اپنی شکل دیکھو۔ میری شکل دیکھو۔ ولیم کا اور فلپس کا چہرہ دیکھو، کیا یہ سب تمہیں زندہ لوگوں کے چہرے نظر آتے ہیں۔ کیپٹن آرتھر چند لمحوں تک اس شخص کو گھورتا رہا۔ وہ واقعی یہ پہچان نہیں پا رہا تھا کہ اس کا مخاطب کون شخص ہے۔ آنکھیں ملنے پر وہ اس شخص کو درست طور پر دیکھنے کے قابل ہوا

بکواس بند کرو پیٹر اور ہوش میں رہو۔ بمشکل کیپٹن آرتھر نے جھنجھوڑ کر اس شخص کو خاموش کیا۔ پیٹر کی باتوں نے چند لمحوں کے لیے اسے

باری میں تو ہم سب مرجائیں گے

اس طوفانی بارش میں ریڈیو پر رابطہ ناممکن ہے۔ کیپٹن نے جوزف کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی۔ میں پہلے ہی تمہیں بتا چکا ہوں کہ اس موسم میں ہم سن ڈوم سے ریڈیائی رابطہ نہیں کر سکتے۔ لیکن ہم بہت جلد اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے

ہمارے کمپاس درست نہیں۔ بس ایک بار ہمیں صحیح سمت مل جائے

ہمیں کبھی درست سمت نہیں ملے گی۔ ہم ابتداء ہی سے غلط راستے پر چل رہے ہیں۔ اس مرتبہ مایوسی کا شکار لیفٹیننٹ جون ہوا تھا۔ تم ہمیں راکٹ کی طرف واپس لے چلو۔ کم از کم راکٹ کے اندر ہمیں اس خوفناک بارش کا سامنا تو نہیں ہوگا

راکٹ کے اندر ہمیں اپنے دوستا تھیوں کی لاشیں دیکھنے کو ملیں گی جو ہم سب پر موت کو مسلط کر دیں گی۔ کیپٹن آرتھر نے اس مرتبہ جون کو سخت لہجے میں جواب دیا۔ اس کے بعد ان کے درمیان خاموشی چھا گئی۔ صرف ان کے دموں کی دھپ دھپ تھی جو انہیں ہراساں کرتی ہوئی ان کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی

کچھ دیر بعد وہ ایک دریا کے کنارے پر تھے کیپٹن آرتھر کا اشارہ ملتے ہی لیفٹیننٹ جون نے اپنے بیگ سے ایک چھوٹا سا بنڈل برآمد کیا۔ جس کے ساتھ ایک چھوٹا سا سلنڈر بھی لگا ہوا تھا۔ سلنڈر کے بٹن کو دباتے ہی جون نے اس بنڈل کو کنارے پر چھوڑ دیا۔ آہستہ آہستہ ریڈ کے اس بنڈل میں ہوا بھرنے لگی اور ریڈ کا یہ بنڈل دیکھتے ہی دیکھتے ایک ربربوت میں تیار ہو گیا

وینس کا یہ دریا ہمیں یقیناً سن ڈوم تک پہنچا دے گا۔ کیپٹن آرتھر کے حکم پر تمام افراد اس کشتی میں سوار ہوئے کوشتی ڈولتی ہوئی دریا کے سینے پر پھسلنے لگی۔ یہ ایک خوفناک سفر تھا۔ موسلا دھار بارش اس وقت بھی چاروں طرف سے ان پر حملہ آور تھی۔ چاروں طرف دھند ہی دھند تھی۔ وہ چند گز کے فاصلے پر بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ وہ سب کے سب نڈھال ہو چکے تھے۔ چند لمحوں کے لیے یہ آرام ان کے لیے واقعی سکون کے لمحے تھے۔ وہ سب خود کو موجوں کے حوالے کر کے بہت خاموش ہو کر لیٹے ہوئے تھے۔ جیسے سو گئے ہوں

مگر موت کا خوف اتنی آسانی سے انسان کو نہیں سونے دیتا۔ وہ سب کے سب جاگ رہے تھے۔ ان کی بند آنکھوں کے پیچھے اس وقت بھی خوفناک تصور تھے۔ جو بار بار انہیں آنکھیں کھولنے پر مجبور کر رہے تھے

میں کل رات بھی ایک لمحے کے لیے نہیں سویا تھا۔ جو ان نے کیپٹن کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر آرتھر کی جگہ ایک دوسرے شخص فلیپس نے آنکھیں کھولیں اور جون کے قریب آ کر بیٹھ گیا

کل رات ہم میں سے کوئی بھی نہیں سویا تھا۔ کل رات ہم اس جہنمی سیارے پر اترنے کے خیال ہی سے اتنے پر جوش تھے کی نینداڑ گئی تھی۔ کاش مجھے راکٹ ہی میں موت آ جاتی۔ آہستہ آہستہ فلیپس کی آواز باری ہوتی چلی گئی

اس جہنمی بارش میں کوئی کیسے سو سکتا ہے۔ میری گردن اس بارش سے بچنے کے لیے مسلسل حرکت میں رہتی ہے۔ میں کمر پر یہ عذاب سہہ سکتا ہوں۔ سینے پر سہہ سکتا ہوں۔ مگر چہرے پر گردن پر اور سر پر۔ اب بارش کی یہ مار میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ کاش مجھے ایک ایسا ہیٹ

مل جائے، جس سے میرا سراپا بارش سے محفوظ رہ سکے۔ میں ایک ایسے ہیٹ کے بدلے اپنا سب کچھ دے سکتا ہوں۔ میرا سراپا پھوڑے کی طرح دکھنے لگا ہے۔ فلیپس بارش سے بچنے کے لیے اپنا سر گھٹنوں کے درمیان دبا کر بارش سے بچنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن ایسا کرنے سے بھی وہ بارش سے محفوظ نہیں رہ سکا

کاش ہماری کشتی اسی دریا میں الٹ جائے اور ہم سب اسی دریا میں غرق ہو جائیں۔ ٹیم کے ایک اور شخص پر جنون کا حملہ ہوا جس بندر کے بچے نے بھی یہ وائر پروف لباس وینس کے لیے منتخب کیے تھے۔ اگر وہ شخص مجھے مل جائے تو میں یہی لباس اسے پہنا کر اس دریا میں غرق کر دوں اس گدھی کی اولاد کو وینس کی طوفانی بارش کا کوئی اندازہ نہیں تھا

ٹھیک کہتے ہوتے۔ لیفٹیننٹ جون نے ہاں میں ہاں ملائی۔ وینس کی بارش کو بارش کہنا ہی اس شخص کو گدھے کا باپ ثابت کرتی ہے۔ یہ بارش ہرگز نہیں ہے یہ تو پانی کے چھرے ہیں جو آسمان ہم پر برسا رہا ہے۔ یہ لباس وینس کے لیے نامناسب ہیں۔ اگر وینس لباس ہوتے تو اس وقت ہم آرام سے کہیں سو رہے ہوتے

احق مت بنو۔ کیپٹن نے گلا کھنکھار کر گفتگو میں حصہ لیا وینس پر چند قدم بھی نہیں چل سکتے تھے وینس کی کشتی اور زمین کی کشتی میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے پھر ہوائی کرہ بھی موجود ہے۔ ہم با آسانی سانس لے سکتے ہیں۔ اگرچہ آکسیجن اس سیارے پر کم ہے۔ لیکن بہر حال ہم سانس لے رہے ہیں۔ یہ لباس وینس کے لیے مناسب ہیں اگر ہم سن ڈوم پہنچ جاتے تو صورت حال بالکل مختلف ہوتی۔ یقیناً یہ بات کہتے ہوئے کیپٹن آرتھر نے اپنے ساتھیوں کے چہرے نہیں دیکھے تھے کہ سن ڈوم کے ذکر پر ان پر کیسے رنگ نمودار ہوئے تھے۔ دریا کے اس حصے میں اب دھندو کھراس قدر زیادہ ہو گیا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی شکل نہیں دیکھ پارہا تھا

آہ سن ڈوم کیسی خوب صورت جگہ ہے! گرم حرارت گرم کافی وینس پر کوئی سن ڈوم نہیں ہے۔ سن ڈوم کا کوئی وجود نہیں ہے۔ ایک تیز چلائی ہوئی آواز نے کیپٹن کو خاموش کیا۔ اس کے بعد کشتی کا ایک مسافر اپنے جگہ سے اٹھا اور غالباً "کیپٹن آرتھر کو جھنجھوڑا نا چاہتا تھا کہ وہ سن ڈوم کا ذکر نہ کرے، لیکن وہ کیپٹن کی طرف آنے کے بجائے غلط سمت میں آگے بڑھا اور اس کے بعد کشتی کے مسافروں نے ایک تیز چیخ کی آواز سنی۔ جو آہستہ آہستہ دریا کی لہروں میں ڈوبتی ہوئی کہیں گم ہو گئی

اس کے بعد ان سب کے درمیان بے حد ناگواری خاموشی نے ڈیرے ڈال دیے۔ یہ خاموشی کشتی کے رک جانے کے باوجود بھی ان کے درمیان رہی۔ ان میں سے کسی کو بھی یہ اندازہ نہیں تھا کہ وہ کہاں پہنچے ہیں اور ان کی کشتی نے کتنا سفر طے کیا ہے۔ شاید ان سب کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ ان کا کچھ سفر کٹ گیا ہے۔ وچ پیدل چلنے کی مشقت سے بچ گئے ہیں۔ دریا کی چوڑائی کتنی تھی، وہ کس کنارے سے روانہ ہوئے تھے اور اب کس کنارے پر ہیں۔ ان میں سے کسی نے بھی یہ سوال نہیں کیا۔ لیکن فطری طور پر کنارے پر اتر کر ان سب کی نگاہوں نے سن ڈوم کو ڈھونڈنا چاہا تھا

لیکن تیز خوفناک حد تک تیز بارش و برف باری کی دیوار اب بھی ان کی نگاہوں کے سامنے حائل تھی

وینس کی اس خوفناک طوفانی بارش میں سن ڈوم ہی ان کی زندگی کی ضمانت تھا

سن ڈوم۔ ونس پر قائم ایک لیبارٹری کا نام تھا۔ یہ لیبارٹری کی سورج کی طرح ہی نظر آتی تھی۔ ایک ہزار میٹر، ڈایا میٹر اور ڈیڑھ سو فٹ بلند یہ لیبارٹری مشینی روبوٹوں نے آٹھ سال میں مکمل کی تھی۔ لیبارٹری اور اس کی تعمیر میں استعمال ہونے والا ساز و سامان، ونس تک پہنچانے میں خلائی جہازوں نے ونس کے کتنے چکر لگائے تھے اور اس لیبارٹری کی تکمیل تک کتنے اخراجات ہوئے تھے۔ اس کے متعلق ناسا کے حکام نے کبھی کوئی بات نہیں کی تھی۔ کچھ ماہرین کا خیال تھا کہ اس لیبارٹری پر جتنی لاگت آئی ہے۔ اس سے نیویارک جیسے دوشہرہ آباد کیے جاسکتے تھے

دور سے سورج کی طرح نظر آنے والی یہ لیبارٹری۔ یہ مصنوعی سورج اپنے اندر زندگی کی ہر آسائش سمیٹے ہوئے تھا۔ اس لیبارٹری کے اندر ایک مصنوعی سورج اور مصنوعی چاند کا انتظام کیا گیا تھا۔ مصنوعی دن رات تخلیق کیے گئے تھے۔ مصنوعی درجہ حرارت پیدا کیا گیا تھا۔ لیبارٹری کے اندر کشادہ و آرام دہ کمرے تھے جن کے اندر زندگی کی ہر آسائش مہیا کی گئی تھی

سن ڈوم کی چھت پر آسانی پینٹ کیا گیا تھا تاکہ سن ڈوم کے اندر رہنے والے، خود کو زمین پر ہی محسوس کریں۔ سن ڈوم کی کھڑکیوں کے شفاف شیشوں کے پیچھے سے ونس کی یہ طوفانی بارش ایک دل فریب منظر نظر آتی تھی۔ کیونکہ یہ منظر دیکھتے وقت سن ڈوم کے اندر بیٹھے ہوئے لوگوں کے ہاتھوں میں گرما گرم کافی کے کپ ہوتے جن سے بھاپ اٹھ رہی ہوتی تھی۔ سن ڈوم کی کھڑکیوں کے پاس کیمرے رکھ کر ہی اس منظر کی فلمیں تیار کی گئیں تھیں جو زمین سے روانہ ہونے والے یہ تمام خلائی مسافر بار بار دیکھ چکے تھے۔ لیکن اس وقت کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ سن ڈوم تک وہ کبھی نہیں پہنچ پائیں گے اور ونس کی بارش اس درخونفاک ہوگی کہ ان سے زندہ رہنے کی خواہشیں بھی چھین لے گی

کپٹن آرتھر نے کپاس میٹر کی مدد سے ایک بار پھر سن ڈوم کا راستہ تلاش کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس مرتبہ بھی اس کے اندازے ناکام ہو گئے۔ ونس پر دو، سن ڈوم تعمیر کیے گئے تھے آرتھر ان دونوں جگہوں پر کافی وقت گزار چکا تھا۔ سن ڈوم نمبر ۱، ونس کے وسط میں تھا جبکہ سن ڈوم نمبر ۲ جنوب مغرب میں سن ڈوم نمبر ۱ سے صرف ایک سو کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ ایک سو کلومیٹر کا یہ فاصلہ شاندار خلائی جیب میں کبھی بھی نہیں محسوس کیا گیا تھا۔ وہ بارہا سن ڈوم نمبر ۱ سے نمبر دو کی طرف گیا تھا۔ مگر وہ اب خود ایسے ہی محسوس کر رہا تھا۔ جیسے ونس کی اس خوفناک برف باری نے دونوں سن ڈوم کو نگل لیا ہو

پتا ہی نہیں چل رہا تھا کہ سن ڈوم کس سمت میں رہ گیا ہے۔ ان کے خلائی جہاز میں اچانک ہی کوئی خرابی ہوئی تھی انہیں ہنگامی طور پر لینڈنگ کرنا پڑی تھی۔ ان کا خلائی جہاز سن ڈوم سے کتنے فاصلے پر اتر رہا تھا۔ اب انہیں اس کا کوئی اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔ چار ہزار مربع میل کے رقبہ پر پھیلا ہوا ونس، زمین کی طرح ہی ناہموار تھا۔ ایمرجنسی لینڈنگ کے دو دن بعد تک آرتھر سن ڈوم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن راکٹ کی ناہموار لینڈنگ نے جہاز کے دو خلا بازوں کو شدید زخمی کر دیا تھا۔ آرتھر کو یقین تھا کہ ان خلا بازوں کو شدید زخمی کر دیا تھا۔ آرتھر کو یقین تھا کہ ان خلا بازوں نے مایوس ہو کر خودکشی کر لی تھی۔ اگر وہ باقی افراد کو لے کر سن ڈوم کی تلاش میں نہ نکلتا تو ان لاشوں کو دیکھ کر دوسرے افراد بھی مایوسی کا شکار ہو سکتے تھے

وہ سب واقعی اس وقت مایوسی کا شکار ہو رہے تھے بہت آہستہ آہستہ رات کا سیاہ اندھیرا ونس کے دن کو نگل رہا تھا۔ ابھی تک وہ اپنی منزل

کا کوئی نشان نہیں ڈھونڈ سکے تھے۔ ونیس پر، خلائی جہاز سے رات باہر گزارنے کے تصور سے خود کیپٹن آر تھر پر لرزہ طاری تھا یہ دریا، ونیس کے سمندر میں گرتا ہے۔ ہم اس دریا کے ساتھ ساتھ سفر کریں گے۔ ربو کی کشتی کو پیک کرتے ہوئے کیپٹن آر تھر نے اپنا فیصلہ سنایا اور اپنے ساتھیوں کو حوصلہ دینے کے لیے جھوٹی تسلیاں دیئے لگا۔ اگر ہم سمندر تک پہنچ گئے تو وہاں سے ہم سن ڈوم کو ڈھونڈ لیں گے۔ وہاں ہمارے سن ڈوم کے اندر سے دیکھ لیے جانے کا امکان بھی

ٹھہر و کیپٹن۔ ایک تیز آواز نے کیپٹن کو قطع کلامی کی

مجھے کچھ نظر آ رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ مجھے سن ڈوم نظر آ رہا ہے

سن ڈوم نظر آ رہا ہے۔ ایک ساتھ کتنے ہی لوگوں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف گھوم کر دیکھا۔ کہاں نظر آ رہا ہے کس طرف نظر آ رہا ہے۔ ان کی آواز زندہ رہنے کی امید کا سہارا لے کر بحال ہوئی تھی۔ لیکن جب اس سوال کو سن کر ان کا وہ ساتھی کوئی جواب دیے بغیر ایک طرف بھاگ کھڑا ہوا تو ان کی مسرت بھری چیخیں اچانک ہی دم توڑ گئیں

ونیس کے اندر ہیرے میں بھاگنے والے اس شخص کی زبان پر ہی موت کے فرشتے نے ایک ہی مہر لگائی تھی۔ وہ بار بار ایک ہی بات کہہ رہا

تھا

مجھے سن ڈوم نظر آ رہا ہے۔ سن ڈوم، سن ڈوم، آہستہ آہستہ اس آواز سے مکمل طور پر اندھیرے نے نکل لیا

رک جاؤ۔ خدا کے لیے رک جاؤ۔ کیپٹن آر تھر نے پہلے چیخ کر حکم دیا۔ پھر بھاگ کر اسے پکڑنے کی کوشش کی۔ رک جاؤ سمسن۔ لیکن سمسن کو موت اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ونیس کا جنگل سمسن کو کھا گیا

رک جاؤ لیفٹیننٹ جون۔ اس مرتبہ جون، سمسن کو پکڑنے کے لیے اپنے سے آگے نکلتا دیکھ کر کیپٹن آر تھر بڑی بھیانک آواز میں چلایا تھا۔ لیفٹیننٹ جون ساکت ہو کر رہ گیا۔ اگر وہ اس لمحے رک نہ جاتا تو ونیس کے یہ انجان راستے اسے بھی نکل جاتے۔ پھر جون، آواز کا سہارا لے کر ہی کیپٹن آر تھر تک واپس پہنچا تھا

ہمارے پانچ ساتھی ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ لیفٹیننٹ جون نے رندھی ہوئی آواز میں کیپٹن کو مخاطب کیا کیپٹن آر تھر صرف ہنکاری بھر کر رہ گیا۔ اپنے اس ساتھی کے پھڑک جانے کے غم نے اس کی زبان پر بھی تالے ڈال دیے تھے۔ وہ کچھ دیر تک خاموشی سے چلتے رہے۔ رات اب پورے طور پر ونیس پر اپنی سیاہ چادر پھیلا چکی تھی۔ ان کے ہاتھوں نے پکڑی ہوئی وہ طاقتور نارنجیں، اب دم توڑتے ہوئے جنموں کی طرح ٹٹمٹا رہی تھیں۔ سردی کی شدت میں بھی اب خوفناک حد تک اضافہ ہو گیا تھا۔ درجہ حرارت کے مزید گرنے سے، اب ان نڈھال مسافروں کو سانس لینے میں بھی دقت ہو رہی تھی۔ بالآخر کیپٹن آر تھر نے قیام کا فیصلہ کیا

ہم رات اسی جگہ گزاریں گے۔ وہ فیصلہ کر کے برف کے سینے پر اکڑوں بیٹھ گیا

کیا ایس بیٹر روشن کر دوں کیپٹن۔ لیفٹیننٹ جون نے امید بھری آواز میں کیپٹن کو مخاطب کیا

نہیں نہیں۔ خوف میں لتھڑی ہوئی آواز نے ایک لمحے کے لیے سب پر لرزہ طاری کر دیا۔ کیپٹن آرتھر چند لمحوں کے لیے حواس باختہ ہی ہو گیا۔ صرف ایک منیجر ہم سب کو حرارت دینے کے لیے اس برف کے جہنم میں ناکافی ہے۔ پھر آگ دیکھ کر جنگلی جانور بھی ہماری طرف آ سکتے ہیں۔ اپنے اپنے سلپنگ بیگ نکالو اور سب ایک دوسرے کے قریب ہو کر لیٹ جاؤ۔ کیپٹن آرتھر خاموش ہو کر اپنے لیے سلپنگ بیگ کھولنے لگا کیا وینس کے جانور بہت خطرناک ہیں کیپٹن۔ بہت ہی طاقتور ہیں۔ خوف سے لرزتی ہوئی ایک سرگوشی کیپٹن آرتھر کے کانوں نے سنی اور کیپٹن آرتھر اندر ہی اندر کانپ کر رہ گیا

مجھے وینس کے جنگلی جانوروں کے قریب سے دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ یہ جواب دے کر کیپٹن آرتھر نے چپ سادھ لی تھی۔ لیکن اس خاموشی کے پیچھے اس کے کان سن ڈوم نمبر ۱ کے چیف مسٹر الفریڈ کی گفتگو اچانک ہی سننے لگے تھے۔ الفریڈ اس وقت بھی گویا آرتھر کی بند آنکھوں کے پیچھے موجود تھا

وینس کے جانور بے حد چالاک ہیں۔ بالکل ہم انسانوں کی طرح چالاک و مکار، ہمارے ماہرین جنگلات کے چار آدمیوں پر مشتمل ایک تیم ایک بار وینس کے جنگل میں پھنس گئی۔ رات ہونے پر ان کے ساتھ عجیب و غریب ماجرا ہوا۔ کوئی جانور اندھیرے میں ان کا تمام سامان اٹھا کر لے گیا۔ کھانے و خوراک کے ڈبے بھی۔ پھر دوسری رات ان کے ساتھ اس سے بھی زیادہ سنسنی خیز واقعی پیش آیا۔ دوسری رات انہوں نے یقیناً اپنے پیٹ بھرنے کے لیے وینس کے درختوں کے کچھ پھل استعمال کیے تھے۔ جس نے ان پر گہری نیند وبے ہوشی طاری کر دی تھی۔ اس بے ہوشی کی نیند کا وینس کے چالاک جانوروں نے انتہائی خوفناک انداز میں فائدہ اٹھایا

وینس کے چالاک جانور ہمارے چاروں ماہرین کے کپڑے تک اتار کر لے گئے۔ ان کے جوتے بھی، ان کے سن ڈوم میں داخلے کے شاختی کارڈ بھی۔ اس واقعے کے دوسرے روز ان چاروں افراد کی وینس کے جنگل سے برہنہ لاشیں ہی ملیں تھیں

کیپٹن آرتھر کو وینس پر پیش آنے والے بہت سے واقعات اس وقت بھی یاد تھے۔ جو ذہن کے پردے پر کسی فلم کے منظر کی طرح ہی چل رہے تھے اور پس منظر سے مسٹر الفریڈ کی آواز منٹری کرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی

وینس کے جنگلات میں الفریڈ کو جنگلی جانوروں نے گھیر لیا تھا۔ بے حد عجیب و غریب اور پراسرار سے وہ جانور، بندر کی سی شکل رکھتے تھے۔ لیکن ان کے جسم انتہائی عجیب و غریب تھے۔ جیسے مصنوعی ہوں۔ چار ہاتھ والے یہ جانور دور سے دیکھنے پر بالکل کسی مشین کی کھلونے کی طرح نظر آتے تھے

میں اس وقت بے حد خوف زدہ ہو گیا تھا جب ایک جانور نے ہمارے ماہرین کے ہاتھ سے چھینی ہوئی ایک لیزر گن میرے اوپر تان لی۔ پس منظر سے الفریڈ کی آواز ابھری اور سلپنگ بیگ میں آنکھیں بند کیے ہوئے کیپٹن آرتھر کے لیے یہ منظر بے حد ڈراؤنا بن گیا

اس کے بعد اس جانور نے مجھ پر لگا تار تین فائر کیے، لیکن خدا کا شکر تھا کہ اس روز میں سیفٹی جیکٹ پہنے ہوئے تھا

کیپٹن آرتھر کو یہ بھی یاد تھا کہ ان جانوروں کو زمین کے انسانوں کے خوفناک ترین ہتھیار یعنی لیزر گن سے ہلاک نہیں کیا جاسکتا

- دوسرے لوگوں نے کتنی نیند لی اور اکتنا آرام کیا کیپٹن اس بات سے بے خبر تھا۔ وہ تمام رات چند لمحوں کے لیے بھی نہیں سو سکا۔ وہ بند آنکھوں کے پیچھے خوفناک ہاتھ پاؤں والے جانوروں کو اپنے چاروں طرف چلتا پھرتا دیکھ رہا تھا

لیکن آنکھ کھلنے پر صبح ہونے پر ان میں سے ایک آدمی کم ہو چکا تھا۔ یقیناً "وینس کے جانور کیپٹن آر تھر کے اس ساتھی کو اٹھا کر لے گئے تھے۔ کچھ دور پڑا ہوا سلیپنگ بیگ اس بات کا ثبوت تھا کہ اسے وہاں سے گھسیٹ کر منتقل کیا گیا ہے، سامان انہوں نے زنجیر کی مدد سے نہ باندھ دیا ہوتا تو شاید وہ جانور ان کا سب کچھ لے گئے ہوتے

صبح کی ابتدا ان کے لیے بڑی تکلیف دہ ہوئی تھی۔ وہ اپنے کم ہو جانے والے ساتھی کے سوگ میں چند لمحے خاموش رہ کر ایک بار پھر چل پڑے تھے۔ ابھی وہ کوئی ایک گھنٹہ ہی چلے ہوں گے کہ انہوں نے انیس سن ڈوم کا فریب دیا۔ خود کیپٹن آر تھر بھی دوڑنے لگا تھا۔ لیکن قدرت ان کے ساتھ مذاق پر لگی ہوئی تھی۔ وہ ایک بار پھر اسی جگہ پہنچ گئے تھے جہاں سے ان کے اس سفر کی ابتدا ہوئی تھی۔ ان کا تباہ شدہ خلائی جہاز ان کی نگاہوں کے سامنے تھا

ان سب کی آنکھیں اپنے راکٹ کو اس حالت میں دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ کتنی ہی دیر بعد لیفٹیننٹ جون کی سانس و آواز بحال ہوئی

یہ ہمارے راکٹ کی کیا حالت ہو گئی ہے۔ جون نے جھنجھوڑ کر کیپٹن آر تھر کو سکتے کی سی حالت سے باہر نکالا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی ہمارے راکٹ سے کھلونے کی طرح کھیلتا رہا ہے

یہ بارش طوفان نہیں ہو سکتا ٹیم کے ایک رکن ہاورڈ کے حلق سے پھٹی پھٹی آواز برآمد ہوئی۔ ہمارے اس راکٹ کا وزن سینکڑوں ٹن ہے۔ ہوا و برف باری کا شدید ترین طوفان بھی اسے اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتا۔ ہاورڈ اپنی بات مکمل کر کے خوف زدہ ہو کر کیپٹن کی صورت دیکھنے لگا

تم ٹھیک کہتے ہو۔ کیپٹن آر تھر نے سر ہلا کر ہاورڈ کی تائید کی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وینس کی کوئی بھیانک مخلوق ہمارے راکٹ کے ساتھ کھیلتی رہی ہو۔ کیپٹن آر تھر کا لہجہ خوف میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ کسی خطرے کو اس وقت بھی اپنے بے حد نزدیک محسوس کر رہا تھا۔ پھر اچانک ہی کیپٹن آر تھر کی بیٹل سے لگا ہوا ایک الیکٹرانک آلہ خطرے کا سنگٹل دینے لگا۔ آر تھر نے فوراً ہی آلے کا ہک، بیٹل سے الگ کیا اور خطرے کی سمت کا اندازہ کرنے لگا

خدا کی پناہ۔ کیپٹن آر تھر خوف زدہ ہو کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ خطرہ اس چٹان کے اطراف میں موجود تھا۔ اس چٹان سے بے انتہا برقی مقناطیسی لہریں خارج ہو رہی تھیں

یہ کیا کو اس ہے۔ جون نے پہلی بار غصہ سے کیپٹن آر تھر کی طرف دیکھا۔ لیکن اس کے بعد وہ زبان سے ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکا۔ بلاشبہ برف کی وہ چٹان اپنی جگہ سے حرکت کرتی ہوئی ان کی طرف بڑھتی تھی

وہ سب ایک ساتھ ہی بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ خود کیپٹن آر تھر نے بھی بھاگنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اسے فوراً ہی اندازہ ہو گیا کہ

وہ بھاگ کر اپنی جان نہیں بچا سکے گا

لیٹ جاؤ۔ زمین پر لیٹ جاؤ۔ آرتھر نے بھاگتے بھاگتے چیخ کر دوسروں کو حکم دیا اور پھر خود بھی برف پر لیٹ گیا۔ آرتھر کے اس حکم پر سب ہی لیٹ گئے تھے۔ صرف ایک شخص تھا۔ جس نے یا تو یہ حکم سنا ہی نہیں تھا۔ یا پھر موت کے خوف نے اسے ہر حکم سے بے نیاز کر دیا تھا کئی فرلانگ پر پھیلی ہوئی وہ چٹان اچانک ہی ان سب کے لیے بے انتہا قریب آ گئی تھی۔ اتنے قریب کہ وہ سب اس چٹان کے نیچے آ گئے تھے۔ کیپٹن آرتھر نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے اوپر چڑھ آنے والی اس چٹان کو حیرت سے دیکھا۔ وہ واقعی کوئی جانور تھا۔ کسی ڈینوسار سے بھی بے انتہا بڑا اور طاقتور

وہ سب کے اس خوفناک جانور کی ستون نما سیکڑوں ٹانگیں مسلسل حرکت کر رہی تھیں۔ وہ سب کے سب سانس روکے ہوئے ان خوفناک ٹانگوں کو حرکت کرتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ جن کے آپس میں خفیف سا ٹکرائے پر اس میں سے چنگاریاں سے نکل رہی تھیں۔ جیسے بے انتہا طاقتور مخالف برقی تاروں کا آپس میں ملاپ ہو رہا ہو

ان ستونوں کے درمیان ان کا ایک ساتھی۔ اپنی جان بچانے کے لیے دوڑ رہا تھا۔ یہ ایک بے حد بھیانک منظر تھا۔ ناقابل یقین منظر جیسے کوئی فلک بوس عمارت اپنے ستونوں پر چلنے لگی ہو۔ ان ستونوں کے آپس میں ٹکرائے سے پیدا ہونے والی آوازیں انسانی سماعت کے لیے بے حد خوفناک تھیں۔ ان سب نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے تھے۔ اور بہت ہوشیاری سے خود کو ان ستونوں سے ٹکرائے سے محفوظ رہنے کے لیے جدوجہد کر رہے تھے۔ ان خوفناک لمحات میں کسی کو کسی کا ہوش نہیں تھا صرف کیپٹن آرتھر ہی ایک ایسا شخص تھا جو خوفناک لمحات میں بھی، اپنے اس ساتھی کو چیخ چیخ کر لیٹ جانے کا حکم دے رہا تھا۔ مگر دیکھتے ہی دیکھتیاں کا وہ ساتھی ایک ستون کے ساتھ پوری قوت سے ٹکرایا اور فوراً ہی ساکت ہو کر رہ گیا۔ اس کے گرنے کا انداز غیر فطری تھا جو کیپٹن آرتھر کو یقین دلایا کہ وہ اپنے مزید ایک ساتھی سے محروم ہو چکا ہے

وہ سب کا خوفناک عفریت اس وقت ان کے اوپر چھت بنا ہوا کھڑا تھا۔ بارش کا اس لمحے دور دور تک کچھ پتا نہیں تھا۔ وینس کا یہ دیوبہیکل جانور ایک بار پھر ان کے خلائی راکٹ کے ساتھ کھیل رہا تھا

سینکڑوں ٹن وزنی راکٹ اس جانور کے گویا خوف ہی سے ادھر ادھر لڑھکتا پھر رہا تھا۔ اس کے بعد کیپٹن آرتھر کی نگاہوں نے وہ خوفناک منظر دیکھا جسے لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ ان کے عظیم اشان راکٹ کو وینس کے اس عفریت نے اپنے سامنے کے دو بٹیوں سے اس طرح پچکا دیا تھا۔ جیسے وہ اس کے لیے کاغذ کی کوئی گند ہو۔ اس کے بعد بھی وہ بھیانک بلا کچھ دیر تک ان کے راکٹ سے کھیلتی رہی۔ پھر مزید کچھ دیر بعد اس عفریت نے ان کے راکٹ کو دور پھینک دیا

کئی دور۔ بارش وہند کی وجہ سے کیپٹن آرتھر اس بات کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکا۔ ایک بار پھر ان ستون نما ٹانگوں میں حرکت ہوئی تھی اور ایک بار پھر وہ سب زمین پر کروٹیں بدلتے اور اکڑوں چلتے ہوئے زندگی موت کے ساتھ نبرد آزما ہو گئے تھے

ان سب کو ہوش اس وقت آیا تھا جب ایک بار پھر بارش نے انہیں بھگوانا شروع کر دیا۔ وینس کا وہ بھیانک چٹان ناقدریت ان کے دیکھتے

ہی دیکھتے ان سے بہت دور چلا گیا تھا

کیا واقعی ونس کا کوئی جانور تھا کیپٹن۔ کتنی ہی دیر بعد لیفٹیننٹ جون کے حلق سے بھر آئی ہوئی آواز بلند ہوئی

جانور نہیں تو اور کیا تھا۔ کوئی جادو کا کھلونا تھا جو ہمیں حیرت زدہ کرنے آیا تھا۔ کیپٹن آرتھر کی جگہ یہ جواب بائیو کیسٹ جوزف نے دیا۔ تم دیکھ نہیں رہے کہ جس وقت ہم نے یہاں لینڈنگ کی تھی۔ یہاں سیکلزوں چھوٹے بڑے درخت تھے۔ جنہیں وہ جانور چر گیا ہے، تنوں سمیت چر گیا ہے اب دور قریب میں کوئی ٹیلا نظر نہیں آ رہا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس جانور کا پیٹ کتنا بڑا ہوگا۔

یہ بلا کبھی سن ڈوم پر بھی حملہ آور ہوئی۔ جون کی آواز اب بھی خوف سے لرز رہی تھی

ہرگز نہیں۔ اس مرتبہ بھی جوزف نے جواب دیا۔ اگر یہ عفریت سن ڈوم پر حملہ آور ہوتا تو سن ڈوم کا نام و نشان بھی مٹ چکا ہوتا۔ جوزف

چند لمحوں کے لیے خاموش ہوا۔ اس کے بعد اس کی سرسراتی ہوئی سرگوشی نے تمام افراد کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا

شاید اس بلانے سن ڈوم کو نگل لیا ہے۔ ہاں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ اس بلانے سن ڈوم کو کھالیا ہے۔ اس کے بعد جوزف نے بڑے

بھیاںک انداز میں قہقہے لگانا شروع کیے تھے۔ بمشکل اسے قابو کیا گیا اور ایک بار پھر وہ سب اپنی منزل کی تلاش میں روانہ ہوئے

☆ ☆ ☆

آج ان کی تلاش کو پانچواں روز بھی ختم ہونے کو تھا۔ کیپٹن آرتھر اپنی سولہ آدمیوں کی ٹیم میں سے اب تک گیارہ افراد کھو چکا تھا۔ اب

اس کے پاس کل پانچ ساتھی رہ گئے تھے جن کے حوصلے جواب دے گئے تھے۔ اب ان کے پاس خوراک کا سامان بھی آہستہ آہستہ ختم ہوتا جا رہا تھا

۔ بمشکل وہ دو دن اس راشن پر مزید زندہ رہ سکتے تھے۔ وہ سب کے سب آرتھر سے بغض تھے کہ آرتھر انہیں سب کچھ کھانے کے لیے دے دے اور ان

سب کو سکون سے مرنے کے لیے اسی جگہ چھوڑ دے۔ وہ صبح سے مسلسل چل رہے تھے۔ بالآخر کیپٹن آرتھر نے ٹین کا ایک ڈبہ کھولا۔ جس میں عام

حالات میں صرف ایک آدمی کا پیٹ بھرنے کے لیے ابلے ہوئے چاول تھے۔ لیکن اس وقت آرتھر نے اس خوراک کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا

۔ جنہیں سب نے ناگواری سے منہ بناتے اور بڑبڑاتے ہوئے چھپنا اور فوراً ہی پیٹ کے جہنم میں ڈال لیا

وہ سب آرام کرنا چاہتے تھے۔ لیکن کیپٹن انہیں مسلسل چلنے پر مجبور کر رہا تھا۔ وہ سب بے حدست رفتاری سے قدم اٹھا رہے تھے

۔ ونس کی سیاہ بد صورت رات کسی بھی لمحے ان پر مسلط ہونا چاہتی تھی کہ اچانک ہی آرتھر کو سن ڈوم کی چھت دور سے چمکتی ہوئی نظر آئی۔ پہلی نگاہ میں

اس نے اسے اپنا وہم قرار دے کر سر جھٹک دیا۔ لیکن لیفٹیننٹ جون کی چیخ پر آرتھر بھی دیوانہ وار سن ڈوم کی طرف دوڑنے لگا

سن ڈوم تک مسلسل بھاگتے بھاگتے ان سب کی سانس بری طرح پھول گئی۔ لیکن زندہ بچ جانے کی خوشی نے ان سے تھکن، دکھ

، اذیت، ہراساں چھین لیا تھا۔ وہ سب کے سب بے اختیار قہقہے لگا رہے تھے

سب سے پہلے مجھے براڈی پلاؤ۔ لیفٹیننٹ جون نے خوشی سے بے قابو ہو کر کیپٹن آرتھر کو ایک طرف دھکا دیا۔ کیپٹن آرتھر اس مذاق کا

کوئی نوٹس لیے بغیر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور جوزف کو بازوؤں میں لے کر دباتے ہوئے گویا ہوا

سب سے پہلے میں برانڈی پیوں گا۔ میرے پیچھے دوں میں برف بھر گئی ہے

اس منحوس سيارے پر سن ڈوم کی چھت کے نیچے گرم گرم کافی پینے کا تصور کتنا فرحت انگیز ہے۔ بانیو کیسٹ جوزف نے لبوں سے ایک

سانس خارج کی اور قبضہ لگا کر مسکرا دیا

میں تو صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ سن ڈوم کا مصنوعی سورج کیسی حرارت دیتا ہے! ان کا ایک ساتھی پکارڈ، روتی ہوئی آنکھوں اور

مسکراتے چہرے کے ساتھ آگے بڑھا اور سن ڈوم کے آہنی دروازے کو پھینک لگا۔ لیکن پکارڈ کی اس دستک کا کتنی ہی دیر تک اندر سے کوئی جواب نہیں

موصول ہوا۔ آخر چاٹک ہی آگے بڑھا تھا اور پوری قوت کے ساتھ دروازے کو دھکا دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی سن ڈوم کا آہنی دروازہ کھلتا چلا گیا

وہ سب کے سب ایک ساتھ ہی اندر داخل ہوئے تھے۔ مگر چاٹک ہی غیر ارادی طور پر ان کے قبضوں کو بریک لگ گیا

کہاں مر گئے سب۔ لیفٹیننٹ جون نے حتی الامکان اپنی آواز کو خوف زدہ ہونے سے روکنے کے لیے کوشش کی تھی لیکن اس کی اپنی

بازگشت اسے خوف زدہ کر گئی

الو کے پتھو۔ میرے لیے گرم کافی تیار کرو۔ جون نے خوف زدہ ہو کر جیسے سن ڈوم کے سنائے کو حکم دیا۔ لیج جون کی یہ صدا خالی گنبد سے

نکل کر واپس لوٹ آئی

اسی لمحے کیپٹن آرتھر کے چہرے سے بھی پسینہ پھوٹ پڑا تھا اسے جیسے اچانک ہی احساس ہوا تھا کہ سن ڈوم کے اندر اندھیرا ہے۔ وہ بے

اختیار ہو کر اندر کی طرف دوڑا مگر سن ڈوم کے ہر کمرے میں اندھیرے اور سنائے کا راج تھا۔ بمشکل وہ اپنے حلق سے برآمد ہونے والی چیخ کا گلا

گھونٹنے میں کامیاب ہوا

یہ سب کیا ہے آرتھر۔ سن ڈوم کے لوگ کہاں مر گئے۔ لیفٹیننٹ جون نے اس لمحے پہلی بار کیپٹن کو اس کا نام لے کر مخاطب کیا

مجھے نہیں معلوم! کیپٹن آرتھر کی خاموشی نے چیخ کر جواب دیا۔ پتا نہیں سن ڈوم کے لوگ کہاں چلے گئے

سن ڈوم کے اندر بارش ہو رہی ہے۔ جو بات آرتھر اپنی زبان سے نہیں کہنا چاہتا تھا۔ وہ بلا سوچے سمجھے پکارڈ نے کہہ ڈالی۔ بے اختیار ہی

سب کی نگاہ چھت کی طرف اٹھی تھی

سن ڈوم کا سورج جو سولر انرجی بیٹریوں سے دن رات ہر لمحہ روشنی و حرارت دیتا تھا، اس وقت رات کی بھیا تک تاریکی میں کہیں بہت دور

غروب ہو چکا تھا۔ چھت کی طرف دیکھنے سے ایک بار پھر بارش کی بوندیں ان کے چہروں سے نکل آئیں اور بے اختیار پکارڈ کے حلق سے ایک

بھیا تک قبضہ برآمد ہوا

وینس کی طوفانی بارش نے ہمیشہ جاری رہنے والی بارش نے سن ڈوم کی چھت میں بھی سوراخ کر دیے ہیں بابا

ہوش میں رہو۔ کیپٹن آرتھر غصہ سے اچانک ہی گویا پھٹ پڑا۔ اس کے ساتھ ہی سن ڈوم کے سنائے میں تراخ کی آواز کے ساتھ پکارڈ

کے رخسار پر ایک تھپڑ لگنے کی آواز گونجی اور پکارڈ کا قبضہ سسکیوں اور آہوں میں ڈھل گیا

کیپٹن آر تھر ایک بار پھر بدحواس ہو کر سن ڈوم کے اندر بھاگتا چلا گیا تھا۔ لیکن سن ڈوم مکمل طور پر ویران تھا۔ جیسے صدیوں سے کسی نے اس کے اندر قدم بھی نہ رکھا ہو۔ ہر طرف سیلن تھی۔ پانی ہی پانی تھا۔ سن ڈوم کا وہ کمرہ جہاں لائبریری ہوا کرتی تھی۔ جہاں ہر لمحے گرم گرم کافی کی مہک بسی رہتی تھی۔ جہاں دن رات کے ہر حصے میں زندہ لوگوں کے قہقہے گونجتے رہتے تھے۔ اس وقت سیلن اور بدبو تھی۔ ویرانی و ماتم تھا۔ لائبریری کی تمام کتابیں بھیگ کر اس قدر خراب ہو چکی تھیں کہ ایک کتاب کو سیلف سے نکالنے کی کوشش میں آر تھر کے ہاتھ میں صرف کتاب کی جلد ہی آسکی اور کتاب کے بھیکے ہوئی صفحات دھپ کی مکروہ آواز کے ساتھ فرش پر گر پڑے۔ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے آر تھر کے منہ پر پڑے۔ اور اسے مزید خوف زدہ کر گئے۔ وہ لرزتا ہوا سن ڈوم کے وسیع بال میں واپس آیا اور بھرائے ہوئے لہجے میں جون کو کچن چیک کرنے کا حکم دینے لگا

کچن میں کھانے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ میں کچن پہلے ہی چیک کر چکا ہوں۔ جون کی آواز اس لمحے کیپٹن کی سماعت کے لیے مکمل طور پر اجنبی تھی۔ وہ شدید مایوسی کی حالت میں بول رہا تھا

سن ڈوم میں ہمارے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ اب ونس پر ہمارے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔ جو بارش سن ڈوم کی مضبوط چھت کو چھلنی کر سکتی ہے۔ اب وہ ہمارے سروں کے اندر بھی سینکڑوں سوراخ کر دے گی۔ اب سن ڈوم کے اندر ہماری قبر بنے گی۔ آخری بات کہتے کہتے جون کی آواز بے حد بھاری ہو گئی اس کے بعد وہ باقاعدہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اس لمحے کیپٹن آر تھر اسے تسلی کا ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکا۔ شاید وہ خود بھی رورہا تھا

اس کے گیلے بالوں سے ماتھے پر بہہ آنے والی پانی کی بوندوں میں، خود اس کی اپنی آنکھوں سے بہنے والا پانی بھی مدغم ہو رہا تھا۔ بمشکل آر تھر نے خود کو سنبھالا

پتا نہیں سن ڈوم کے اندر کیا معاملہ پیش آیا۔ اگر کوئی حادثہ! تو سن ڈوم کے لوگوں کی لاشیں کہاں ہیں۔ کیپٹن آر تھر کے اس سوال کا جواب فلپس نے دیا۔ جو کئی گھنٹوں سے خاموش تھا

ونس کی بھیا تک مخلوق سن ڈوم کے لوگوں کو ہلاک کرنے کے بعد ان سب کی لاشیں بھی کھا گئی۔ ہمارے لیے اب کچھ بھی نہیں بچا۔ فلپس کو ایک بار زبان مٹھی تو گویا وہ دو دو حاری تلوار ہی بن گئی۔ وہ اس بات کے احساس سے بے خبر کہ اس کی زبان، اس کے ساتھیوں کے کتنے زخم لگائے گی بولتا ہی چلا گیا

ونس کے متعلق اب تک کی تمام معلومات محض بکواس تھی کہ ونس پر کوئی مخلوق نہیں ہے۔ مگر میں شرط لگاتا ہوں کہ ونس پر آدم خور قبیلے آباد ہیں۔ ونس پر شمندر کی تہہ میں شہر آباد ہیں۔ وہاں ہمارے ساتھیوں کی بچی کچی ہڈیاں

کاش تم نے سن ڈوم پہلے دیکھا ہوتا۔ آر تھر نے ایک آہ بھرتے ہوئے فلپس کے قطعی کلامی کی اور چہرے سے بارش کے قطرے خشک کرنے کے بہانے، پسینہ اور آنسو خشک کرتے ہوئے گویا ہوا

ہم سن ڈوم کے ہاتھ روم میں، ایک منٹ سے بھی کم وقت میں، اپنے گیلے لباس و جسم خشک کر لیا کرتے تھے

لیکن اب سن ڈوم پر کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جو اس ڈبل روٹی کو خشک کر دے۔ ہائیو کیمسٹ جوزف، اچانک ہی کسی جگہ سے نمودار ہوا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے ڈبل روٹی کے پیکٹ کو کیپٹن آرتھر کی طرف اچھال دیا

یہ ڈبل روٹی تمہیں کہاں سے ملی۔ آرتھر بھیکے ہوئے آنے کے اس ہنڈل کو حیرت زدہ ہو کر ٹٹولنے لگا ریفریجریٹر سے۔ جوزف مختصر سا جواب دے کر گیلے فرش پر ہی آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اس ڈبل روٹی کے علاوہ ریفریجریٹر میں گوشت کے کٹڑے بھی موجود ہیں۔ جن کا رنگ اب سرخ سے سبزی مائل ہو گیا ہے۔ لیکن میں نے اس گوشت کو ہاتھ میں نہیں لگایا۔ ہم سب کو ہلاک کر دینے کے لیے یہ ڈبل روٹی ہی کافی ہے

کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم۔ کیپٹن آرتھر کی آنکھیں اچانک ہی پھیل گئیں۔ پھر ڈبل روٹی کو الٹ پلٹ کر دیکھنے سے اسے اپنے اس سوال کا جواب مل گیا۔ ڈبل روٹی پر سبز کا ہی جم رہی تھی۔ جو جوزف کے خیال کے مطابق زہریلی بھی ہو سکتی تھی۔ آرتھر چند لمحوں تک پھنی پھنی آنکھوں سے ڈبل روٹی کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اچانک ہی اس نے ڈبل روٹی کو فرش پر دے مارا ہم میں سے کوئی بھی اس ڈبل روٹی کو نہیں کھائے گا۔ یہ حکم دے کر بھی آرتھر مطمئن نہیں ہوا۔ اس کے بعد آرتھر بڑا اتنا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ اور اپنے جوتوں سے ڈبل روٹی کو کچلنے لگا تھا۔ اس کی اس حرکت سے ڈبل روٹی کا وجود چند لمحوں بعد فرش کے پانی کا ہی ایک حصہ بن گیا۔ ایک بار پھر ان کے درمیان بھیا تک خاموشی چھا گئی سونے کے لیے سن ڈوم میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ جوزف کچھ دیر تک خود پر جبر کرتے ہوئے گیلے فرش پر لیٹا رہا۔ بالآخر اس کی برداشت جواب دے گئی

پورا سن ڈوم چھلنی بن گیا ہے۔ کیپٹن۔ آخر میں کہاں لیڑوں۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔ مجھے نیند کے لیے کوئی جگہ بتاؤ کیپٹن، کوئی ایسی جگہ، جہاں اس منحوس بارش کی ٹپ ٹپ نہ ہو۔ جہاں بارش کی ایک بوند بھی میرے چہرے سے نہ ٹکرائے میرا خیال ہے کہ ہم چھت کی مرمت کر سکتے ہیں۔ آرتھر نے اپنی بات کہہ کر چھت کی طرف دیکھا۔ مگر فوراً ہی سر جھکا لیا بلاشبہ پوری چھت چھلنی بنی ہوئی تھی۔ جس کی مرمت ان تھکے ہارے لوگوں کے بس کی بات نہیں تھی

اگر ہم اس چھت کی مرمت کی ٹھان لیں تو کوئی بات۔ کیپٹن آرتھر کچھ کہنا چاہتا کہ پکار ڈنے تیز آواز میں قطع کلامی کی سن ڈوم کی چھت کی مرمت ناممکن ہے کیپٹن۔ ہم کچھ کھائے پئے بغیر، اور ایک پرسکون نیند لیے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتے ہم کچھ بھی نہیں کریں گے۔ پکار ڈ کیپٹن کی طرف دیکھتے ہوئے ایک عجیب سے انداز میں مسکرایا۔ پکار ڈ کے لبوں پر پھیلی ہوئی یہ پراسرار مسکراہٹ آرتھر کو خوف زدہ کر گئی

تم ٹھیک کہتے ہو۔ اس سن ڈوم کی مرمت واقعی مشکل ہو گئی ہے۔ کیپٹن آرتھر نے خود کو پرسکون رکھنے کی بھرپور کوشش کرتے ہوئے پکار ڈ کی تائید کرتے ہوئے اپنی گفتگو جاری رکھی

اگر ہم اس سن ڈوم کی مرمت نہیں کر سکتے تو کیا ہوا! ہم دوسرے سن ڈوم کی طرف تو جاسکتے ہیں۔ سن ڈوم نمبر ۲ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔ کیپٹن آر تھر آہستہ آہستہ پر جوش ہونے لگا

سن ڈوم نمبر ۲ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔ راستہ بھی میرا دیکھا ہوا ہے۔ ہم اگر ٹھیک رفتار سے چلیں تو سات آٹھ گھنٹوں میں وہاں میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا۔ پکار ڈنے تیز آواز میں آر تھر کی قطع کلامی کرتے ہوئے گویا اپنا فیصلہ سنایا ہو۔ میں اس جگہ سے صرف اسی صورت میں باہر نکلوں گا جب مجھے یقین ہو جائے گا کہ باہر بارش ختم چکی ہے۔ اب میری کھوپڑے میں مزید بارش کا عذاب سہنے کی طاقت نہیں ہے۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر صوفے پر لبا ہو کر لیٹ گیا

یہ تم کیا کہہ رہے۔ کیپٹن نے بمشکل پکار ڈ کو اپنی طرف دیکھنے پر مجبور کیا۔ یہ مایوسی ہے میں جانتا ہوں کہ یہ مایوسی ہے۔ لیکن میں مایوس ہو چکا ہوں۔ پکار ڈ کروٹ بدل کر دوبارہ اسی حالت میں لیٹ گیا بھوک و پیاس، بارش و کھیر سے اٹے ہوئے بخار نے راستوں پر سبک سبک کر زندگی تلاش کرنے سے بہتر ہے کہ میں یہاں سکون سے اپنی موت کا انتظار کروں۔ تم لوگ مجھے یہاں چھوڑ کر چلے جاؤ۔ میں اب ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔ مجھے نیند آرہی ہے۔ اب خدا کے لیے مجھے سونے دو۔ پکار ڈ ناگوار انداز میں آر تھر کا ہاتھ جھٹک کر آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا

بے وقوفی کی باتیں مت کرو۔ آر تھر نے پکار ڈ کا کندھا تھپکتے ہوئے تسلی دی۔ اگر ہم اس وقت یہاں سے روانہ ہو جائیں تو صبح آٹھ بجے سے پہلے پہلے ہم سن ڈوم نمبر ۲ تک پہنچ جائیں گے

لیکن اگر دوسرا سن ڈوم بھی۔ اسی حالت میں ہوا تو کیا ہوگا۔ پھر بھی ہمیں مرنا ہوگا۔ میں اسی سن ڈوم میں مرنا چاہتا ہوں۔ پکار ڈ کسی صورت بھی کیپٹن کے ساتھ چلنے پر رضامند نہیں ہوا

وہاں موت کا انتظار کرنے سے بہتر ہے کہ میں اسی جگہ اپنی موت کا انتظار کروں لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ سن ڈوم نمبر ۲ بالکل درست حالت میں ہو اور سن ڈوم نمبر ایک کے افراد بھی وہاں منتقل ہو گئے ہوں۔ ہمارے پاس امید کی ایک کرن روشن ہے۔ ہم ایک کوشش ضرور کریں گے۔ کیپٹن آر تھر پکار ڈ کو زبردستی قدموں پر کھڑا کرنا چاہتا تھا۔ مگر اس کے بعد پکار ڈ کے ہاتھ سے صبر کا دامن چھٹ گیا

میں امید کے جھوٹے سہارے پر زندہ نہیں رہنا چاہتا مجھے ایک چھت چاہیے۔ وہ کیپٹن آر تھر کے دونوں ہاتھ تھام کر بولا۔ خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو۔ مجھے نیند آرہی ہے۔ میں پچھلے پوری سات روز سے ایک گھنٹے کے لیے بھی نہیں سویا۔ پکار ڈ صوفے پر لیٹنے کی کوشش میں دھپ سے فرش پر گر پڑا۔ لیکن فرش پر سے اس نے اٹھنے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ کروٹ بدل کر یوں لیٹ رہا۔ جیسے سونے کی تیاری کر رہا ہو ہم سب کو بھی نیند آرہی ہے۔ ہم سب جاگ جاگ کر تھک گئے ہیں۔ کیپٹن آر تھر کی آواز میں بڑی بے چارگی و کرب تھا۔ مگر یہاں ہم میں سے کوئی بھی نہیں سوئے گا۔ یہ بات کہتے ہوئے کیپٹن آر تھر نے غصے سے پکار ڈ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا

خدا کے لیے آرتھر مجھے سونے دو۔ پکار ڈو گھڑی سا بن کر مزید سٹ گیا۔ اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں بازوؤں میں دبا کر سینے کے ساتھ لگا لیا تھا۔ پکار ڈو کی اس التجا پر کیپٹن آرتھر کوئی فیصلہ نہیں کر سکا تھا کہ لیفٹیننٹ جون اور باقی دونوں افراد بھی پکار ڈو کے خیال کی تائید کرنے لگے مجبوراً "اسے چند گھنٹوں کے لیے آرام کی اجازت دینی پڑی اور خود بھی گیلے صوفے پر آنکھیں موند کر لیٹ گیا

سن ڈوم کی چھت چھنی بن چکی تھی۔ جس سے ٹپکنے والی بوندیں آرتھر کے جسم پر، جو پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا کسی گولی کی طرح آ کر ٹکراتی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد آرتھر کی ہمت جواب دے گئی اور وہ سینے کے بل لیٹ گیا کچھ دیر تک وہ کمر پر یہ عذاب جھیلتا رہا لیکن جلد ہی تھک گیا۔ اس کی پیٹھ بھی اب یہ مار نہیں سہہ سکتی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ پھر سیدھا ہو کر لیٹ گیا۔ جسم پر۔ آ کر لگنے والی ہر بوند اسے جسم میں سوراخ کرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ سر اور چہرے پر نگرانے والی بوندیں اسے چیخنے پر مجبور کر رہی تھیں۔ مگر وہ بھی پکار ڈو کی طرح سر کو دونوں بازوؤں میں دبا کر سر کو سینے کی طرف جھکا کر خاموش لیٹا رہا۔ پتا نہیں ان میں سے کون سورہا ہے۔ کون جاگ رہا ہے۔ آرتھر نے آنکھیں سے اطراف کا جائزہ لیا۔ لیکن بھینک اندھیرے میں وہ کسی سائے کو بھی محسوس نہیں کر سکا سن ڈوم کا اندھیرا وینس کی سیاہ رات سے زیادہ بد صورت تھا پھر وہ سب اپنی اپنی ٹارچیں گل کیے ہوئے لیٹے تھے۔ کیپٹن آرتھر مسلسل جاگ رہا تھا۔ شدید نیند کی خواہش رکھنے کے باوجود وہ مسلسل جاگ رہا تھا۔ سن ڈوم کے بھینک سناٹے میں، چھت سے ٹپکتی ہوئی بوندوں کی مسلسل ٹپ ٹپ آرتھر کو جگا رہی تھی وہ سو بھی رہا تھا، جاگ بھی رہا تھا۔ دو گھڑی کے لیے آنکھ لگتی اور پھر کھل جاتی۔ وہ سب سردی و پانی سے بچاؤ کرنے والے واٹر پروف لباس پہنے ہونے کے باوجود بھی زندگی و موت کے عذاب میں مبتلا تھے۔ وہ تمام رات جاگتے اور سوتے رہے

سن ڈوم کی صبح کا احساس بہت تکلیف دہ تھا۔ سن ڈوم کی ٹوٹی ہوئی کھڑکیوں سے آنے والی بیماری روشنی، سن ڈوم کے اندھیرے کے سامنے دم توڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ آرتھر نے ٹارچ روشن کر کے اپنے ساتھیوں کو تلاش کرنا چاہا

آج پھر ان کا ایک ساتھی کم تھا۔ پکار ڈو۔ جو نہ جانے رات کے کسی پہر چپکے سے کہیں چلا گیا تھا۔ آرتھر کے ٹارچ روشن کرنے پر وہ سب جاگ گئے۔ پکار ڈو کی غیر موجودگی ان سب نے محسوس کی تھی۔ لیکن کسی نے کسی سے کچھ پوچھنے کی زحمت نہیں کی

پکار ڈو کو وینس کے چالاک جانور اٹھا کر لے گئے۔ لیفٹیننٹ جون نے سرگوشی کرتے ہوئے اپنا خیال ظاہر کیا۔ کیپٹن آرتھر نے جواب میں خاموشی اختیار کیے رکھی۔ کچھ دیر بعد وہ سب خاموشی سے سن ڈوم سے باہر آ گئے۔ اس بار کیپٹن آرتھر سن ڈوم نمبر ۲ کی طرف روانہ ہوا تھا۔ سن ڈوم نمبر ۲ کا راستہ اس کا دیکھا ہوا تھا۔ اس کے باقی ساتھی اس کی یقین دہانی پر پرامید نظر آنے لگے تھے۔ لیکن سن ڈوم کا دروازہ کھولتے ہی ان کے چہروں پر ایک بار پھر موت کی سی زردی پھیل گئی

دروازے سے کچھ ہی فاصلے پر پکار ڈو اس انداز میں برف پر لیٹا ہوا تھا کہ اسے کسی صورت میں بھی زندہ لوگوں میں شمار نہیں کیا جاسکتا تھا

پکار ڈو زندہ ہے کیپٹن۔ لیفٹیننٹ جون اپنی ٹارچ روشن کر کے آگے بڑھا تھا اور اسے جھنجھوڑ کر جگانے کی ناکام سی کوشش کرنے لگا تھا

لیکن پکار ڈو کی اکثری ہوئی لاش نے جلد ہی جون کو اس کے مردہ ہونے کا یقین دلادیا۔ پکار ڈو کی پھرائی ہوئی آنکھوں سے بارش کا پانی بہہ رہا تھا

- جیسے وہ اس وقت بھی رور ہا ہو۔ اس کے کھلے ہوئے منہ سے بھی پانی بہہ رہا تھا۔ جیسے اب پھیپھڑوں میں پانی جذب کرنے کی گنجائش ختم ہو گئی ہو۔ پکار ڈکا چہرہ خدا کی پناہ۔ وہ اپنے برف جیسے چہرے کے ساتھ اس وقت ونس کی ہی کوئی پراسرار مخلوق نظر آ رہا تھا

اٹھو، اٹھو۔ اس مرتبہ جوزف پاگل ہو کر پکار ڈکا جھنجھوڑنے لگا تھا۔ پھر لگا تار کٹی چائے اس نے پکار ڈکا کی اکڑی ہوئی لاش کے رخسار پر مارے۔ لیکن کوئی رد عمل نہ ہونے کے باوجود بھی جوزف جنون کا شکار ہو کر اسے آوازیں دیتا رہا

مسٹر جوزف، اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ کیپٹن آر تھر نے بمشکل خود کو پرسکون رکھتے ہوئے جوزف کو ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔ لیکن جوزف اس وقت اپنے آپ میں ہرگز نہیں تھا

ہم مسٹر پکار ڈکا کو اس حالت میں یہاں نہیں چھوڑ سکتے مسٹر پکار ڈکا زندہ ہیں۔ جوزف کالب ولجہ ہسٹریا کے شکار مریض کا ساتھ۔ مسٹر پکار ڈکا زندہ ہیں۔ صرف بے ہوش ہو گئے ہیں۔ جوزف کے کہے ہوئے الفاظ آر تھر پر بجلی بن کر گرے۔ اگر اس لمحے وہ جوزف کو کچھ سمجھانے کی کوشش کرتا تو یقیناً "جوزف کو بھی کھودیتا

مسٹر پکار ڈکا کیپٹن کی آواز برف کی طرح سرد تھی۔ اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو۔ اس حکم کے ساتھ ہی کیپٹن آر تھر نے لیزر ریو اور کو ہولسٹر سے باہر نکالا اور پکار ڈکا کی لاش کے سینے پر تان لیا

یہ، یہ، یہ تم کیا کر رہے ہو۔ جوزف کے حلق سے پھٹی پھٹی آواز بلند ہوئی
سامنے سے ہٹ جاؤ کیپٹن آر تھر نے جوزف کو ایک طرف دھکا دیا۔ ورنہ میں تمہیں بھی شوٹ کر دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی آر تھر کے ریو اور نے ایک شعلہ اگلا اور پکار ڈکا کی لاش کے سینے پر ایک سوراخ نمودار ہو گیا جس سے پانی ابل ابل کر باہر آنے لگا۔ لیفٹیننٹ جون نے بہت خاموشی سے اس منظر کو دیکھا اور جوزف کو قابو کرنے کی کوشش میں مصروف ہو گیا ورنہ وہ کیپٹن آر تھر چڑھ ہی دوڑا تھا
تم نے پکار ڈکا کو مار دیا۔ تم نے اسے قتل کر دیا۔ میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔ تم اٹل ہو تم خونی ہو کیپٹن آر تھر

..... آر تھر نے جو کچھ کیا وہی مناسب فیصلہ تھا۔ لیفٹیننٹ جون بمشکل جوزف کو حواس کی دنیا میں لانے میں کامیاب ہوا۔ اگر آر تھر پکار ڈکا کو شوٹ نہ کرتا۔ تو پکار ڈکا ہم سب کو مروادیتا

اب ان خلائی مسافروں کی تعداد کل چار رہ گئی تھی۔ ایک بار پھر وہ سب ونس کی طوفانی بارش میں اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں طاقتور ٹارچیں، ونس کے دن میں بھی روشن تھیں۔ اس وقت بھی بارش اور دھند ان کے راستے کی دیوار تھی۔ وہ چند گز سے زیادہ دور نہیں دیکھ سکتے تھے۔ وہ مسلسل پانچ گھنٹے تک خاموشی سے ایک دوسرے کے پیچھے چلتے رہے۔ اب ان کے پاس کسی سے کہنے سننے کے لیے کچھ بھی نہیں رہ گیا تھا

صرف کیپٹن آر تھر تھا جو تھوڑے تھوڑے وقفے سے اپنے ساتھیوں کا حوصلہ جو ان رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اب شاید کسی کو بھی کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ خاص طور پر جوزف کو وہ ہر بار کیپٹن سے زور سے بولنے کے لیے کہتا

میرے کان بہرے ہو گئے ہیں۔ زور سے بولو۔ اور آرتھر کو ہر بات جوزف کے کان میں چلا کر کہنا پڑتی
اب ہمیں مزید کتنی دور چلنا ہے۔ جوزف ہر مرتبہ کیپٹن کی بات سنی ان سنی کر کے اپنا سوال دہراتا

بس دو گھنٹے کی مسافت اور ہے۔ آرتھر ہر مرتبہ ایک ہی جواب دیتا اور خاموشی سادھ لیتا۔ اس مرتبہ بھی اس نے یہی جواب دیا تھا۔ جسے

سننے ہی جوزف غصہ سے پھٹ پڑا

تم پچھلے دو گھنٹے سے ہی جواب دے رہے ہو جرمی۔ جوزف کی آواز میں جیسے خون بول رہا تھا۔ گویا وہ کیپٹن آرتھر پر کسی بھی لمحے حملہ
کر دے گا لیکن غصہ و نفرت سے لرزتا ہوا جسم آہستہ آہستہ گرتے ہوئے برف پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ کیپٹن آرتھر نے پھر کچھ کہا تھا۔ لیکن جوزف
انجان بنا رہا

مجھے کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا۔ وہ بے دردی سے اپنے کانوں کو گرگڑنے لگا۔ اب میں مزید ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔ تم لوگ سن ڈوم
تک جاؤ اور میرے لیے اسٹریچر کا بندوبست کرو۔ وہاں پہنچتے ہی میرے لیے ایسبولینس بھجوا دینا
شٹ اپ۔ کیپٹن آرتھر گلے کی پوری طاقت سے دھاڑا

جاؤ، جاتے کیوں نہیں۔ جوزف نے اس طرح جواب دیا۔ جیسے وہ کچھ بھی نہ سن رہا ہو
اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو۔ آرتھر نے اس مرتبہ بھی چیخ کر حکم دیا

میں تم لوگوں کی واپسی کا انتظار کروں گا۔ جوزف نے اس مرتبہ بھی جیسے کچھ نہ سنا ہو۔ تم لوگ زبردستی مجھے اپنے ساتھ چلنے پر مجبور نہیں کر
سکتے۔ اگر کسی نے ایسی کوشش کی تو میں اسے ہلاک کر دوں گا۔ جوزف نے اچانک ہی اپنا لیزر رگن برآمد کیا اور کیپٹن آرتھر پر تان لیا کیپٹن آرتھر خوفزدہ
ہو کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا

میں تم لوگوں کی واپسی کا دو پہر تک انتظار کروں گا اس کے بعد میں اس ریوالور سے خود کو ہلاک کر لوں گا۔ جوزف نے بوجھل آواز میں اپنا
فیصلہ سنایا اور ریوالور کے اشارے ہی سے ان کو چلے جانے کا اشارہ کیا۔ کیپٹن آرتھر نے لیفٹیننٹ جون اور دوسرے ایک ساتھی فلیپس کو سر کے
اشارے سے آگے بڑھنے کو کہا اور وہ دونوں خاموشی سے کیپٹن کے پیچھے ہو لیے

لیکن ابھی وہ بمشکل بیس قدم ہی چلے ہوں کہ ان کے کانوں نے ریوالور چلنے کی آواز سنی۔ ان تینوں مسافروں نے خاموشی سے ایک
دوسرے کی طرف دیکھا اور کوئی تبصرہ کیے بغیر آگے بڑھ گئے۔ ان کے درمیان چھائی ہوئی خاموشی، اپنے اندر ایک طوفان چھپائے ہوئے ساتھ
ساتھ چل رہی تھی

وہ تینوں دو گھنٹے تک مسلسل خاموشی سے چلتے رہے۔ آرتھر نے انہیں یقین دلایا تھا کہ ٹھیک دو گھنٹے بعد وہ سن ڈوم نمبر ۲ کے سامنے ہوں
گے۔ دو گھنٹے گزرنے پر فلیپس شدید ذہنی دباؤ کا شکار ہو کر پھٹ ہی پڑا

دو گھنٹے گزر گئے ہیں آرتھر تمہارا سن ڈوم کہاں ہے۔

ہم سن ڈوم کے بالکل قریب پہنچ گئے ہیں۔ کیپٹن آر تھر نے جھوٹ کا سہارا لیا۔ وہ واقعی جھوٹ بول رہا تھا۔ سن ڈوم اگر قریب موجود ہوتا تو وہ ریڈیو پر ان سے رابطہ ضرور قائم کر لیتا۔ لیکن دوسری طرف تو مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی

ونیس پر کوئی سن ڈوم نہیں ہے۔ زمین پر ہم سے جھوٹ کہا گیا تھا۔ فلیس مایوسی کا شکار ہوا اور پاگلوں کی طرح اپنے ہی سر کو پیٹنے لگا ہم دو گھنٹے بعد بھی سن ڈوم نہیں ڈھونڈ سکیں گے اور اگر ڈھونڈ بھی لیں تو بھی ہم زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ سن ڈوم نمبر ۲ کا انجام بھی پہلے سن ڈوم سے مختلف نہیں ہوگا۔ وہاں بھی موت ہمارا انتظار کر رہی ہوگی

حوصلہ رکھو۔ کیپٹن نے گویا اس لمحے خود کو بہلانے کی کوشش کی۔ وہاں زندگی ہماری منتظر ہے لیکن اگر سن ڈوم نمبر ۲ بھی تاریک ہوا۔ بارش نے اگر اسے بھی چھلنی کر دیا ہوگا تب کیا ہوگا کیپٹن۔ ہماری یہ ساری جدوجہد یہ ساری محنت، یہ سب کچھ بے کار ہو جائے گا۔ اگر سن ڈوم نمبر ۲ کا سورج بھی بجھ گیا ہوگا تو ہم کیا کریں گے۔ پھر تم ہمیں مرنا ہی ہوگا ایسا نہیں ہوگا۔ میں تمہیں یقین دلانا ہوں کہ ایسا نہیں ہوگا۔ کیپٹن آر تھر نے جواب دینا چاہا۔ لیکن فلیس نے تیز لہجے میں قطع کلامی کی اگر ایسا ہوا تب کیا ہوگا۔ تب تو مرنا ہی ہوگا۔ تو پھر کیوں نہ بھی۔ اسی وقت، اسی جگہ تم مجھے شوٹ کر دو۔ فلیس نے لرزتے ہاتھوں سے اپنا ریوالتور برآمد کیا اور کیپٹن کے ہاتھوں میں تمہا کر دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا لیا اور سسک سسک کر رونے لگا۔ اسے یقین تھا کہ کیپٹن آر تھر اس کی یہ آخری خواہش ضرور پوری کرے گا۔ لیکن جب کچھ دیر بعد تک کوئی دھماکہ نہیں ہوا تو جیسے فلیس کو اچانک ہی ہوش آ گیا ہو مجھے شوٹ مت کرنا کیپٹن۔ وہ اچانک ہی اپنے قدموں پر کھڑا ہوا اور پیچھے ہٹنے لگا۔ اگر میں یہاں مر گیا تو میری لاش ہمیشہ پانی میں بھیکتی رہے گی۔ میں مرنے کے بعد بھی اس جہنمی بارش میں پڑا رہوں گا

پکار ڈکی لاش کی طرح، میری لاش بھی نہیں نہیں۔ وہ خوف زدہ ہو کر مزید کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ میں تو ونیس کے سمر کی تہہ میں سکون کی موت سونا پسند کروں گا۔ جہاں کم از کم میری لاش تو بارش سے محفوظ رہے گی۔ فلیس آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتا جا رہا تھا۔ اب کیپٹن اور جون سے اس کا درمیانی فاصلہ آٹھ گز سے زیادہ ہو چکا تھا۔ اب وہ دونوں فلیس کی صرف بڑبڑاہٹ ہی سن رہے تھے جو اس وقت خود سے ہمکلام تھا میں یہاں سیدھا سمندر کی طرف جاؤں گا اور پورے سکون سے سمندر کے اندر اتر جاؤں گا۔ خدا حافظ آر تھر۔ خدا حافظ جون۔ فلیس کی آخری آوازیں کچھ دیر تک بازگشت کی طرح کیپٹن آر تھر اور جون کے گرد منڈلاتی رہیں۔ بالآخر سناٹا چھا گیا

ونیس کے برفانی صحرا میں خاموش کھڑے ہوئے زمین کے یہ دو انسان چند لمحوں تک خاموشی سے ایک دوسرے کی سمت دیکھتے رہے۔ بالآخر ایک دوسرے سے کوئی بات کہے بغیر آگے بڑھ گئے۔ فلیس کی اس خودکشی پر ان دونوں نے کوئی تبصرہ نہیں کیا

وہ دونوں زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔ مگر کیپٹن آر تھر فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ دونوں اس وقت تک چلتے رہیں گے جب تک ان کے جسموں میں جان ہے۔ وہ بزدلوں کی طرح ایک جگہ رک کر اپنی موت کا انتظار نہیں کریں گے، بلکہ موت کی تلاش کریں گے۔ لیکن شاید قدرت کو ابھی ان کی زندگی مطلوب نہیں تھی

وہ موت کی تلاش کرتے ہوئے اچانک ہی زندگی کی راہ پر آ گئے تھے۔ سن ڈوم اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ انکی نگاہ کے سامنے تھا کیپٹن۔ جون سن ڈوم دیکھتے ہی مردہ دلی سے برف پر بیٹھ گیا۔ مجھے میری آنکھیں مجھ فریب دینے لگی ہیں

خود میری آنکھیں بھی یہی فریب دے رہی ہیں۔ کیپٹن آرتھر بھرائی ہوئی آواز میں گویا ہوا اور آنکھیں مل کر اپنا فریب دور کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ یہی حرکت لیفٹیننٹ بھی کر رہا تھا۔ پھر ایک ساتھ ہی ان کی آنکھوں میں زندگی کے جڑبوں نے انگڑائی لی اور وہ دونوں دیوانہ وار سن ڈوم کی طرف دوڑنے لگے۔ پھر سن ڈوم نمبر ۲ کے فولادی دروازے کو محسوس کرتے ہی پورے سکون کے ساتھ بے ہوش سے ہو کر گر پڑے۔ اس کے ساتھ ہی سن ڈوم کا آہنی دروازہ کھلا اور گرم ہوا کا ایک خوشگوار جھونکا ان کے چہروں سے لکرایا۔ اس کے بعد وہ دونوں صرف اپنے نام ہی سن سکے اور پورے اطمینان کے ساتھ واقعی بے ہوش ہو گئے۔ لیکن آنکھیں موند لینے سے پیشتر ان کی آنکھوں نے سن ڈوم کے وسیع بال کا مصنوعی سورج چمکتا ہوا ضرور دیکھ لیا تھا۔ کیونکہ ان کے بے ہوش چہروں پر اس لمحے زندگی سے بھرپور مسکراہٹ کھیل رہی تھی

اڑتالیس گھنٹوں کی مسلسل نیند کے بعد وہ دونوں ایک ساتھ جس وقت بیدار ہوئے تھے۔ اس وقت بھی ان کے چہروں پر مسکراہٹ برقرار تھی۔ جو بے حد آہستہ آہستہ شدید حیرت میں ڈھلتی چلی گئی۔ وہ چند منٹ تک پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے بستر کے چاروں طرف کھڑے ہوئے لوگوں کو گھورتے رہے۔ پھر خوفزدہ ہو کر آنکھیں موند کر لیٹ گئے۔ ایک ساتھ ہی ان دونوں کو یقین آیا تھا کہ اب وہ زندہ نہیں ہیں مر گئے ہیں اور مردہ لوگوں میں شامل ہیں

ان کے بستر کے چاروں طرف مردے کھڑے ہوئے تھے۔ یان مردوں میں بائیو کیسٹ جوزف بھی تھا، فلیس بھی وہ جوزف جس نے ریوالور کے ذریعے خودکشی کی تھی۔ وہ فلیس جو سمندر میں خودکشی کرنا چاہتا تھا۔ سیمسن کا بھوت بھی تھا جسے سن ڈوم کے فریب نے نگل لیا تھا۔ ولیم ہاروڈ بھی تھا جس کی لاش کو کیپٹن آرتھر نے اپنے لیزر گن سے شٹ کر کے اس کے سینے میں سوراخ کر دیا تھا۔ جو اس وقت ایک تھری پیس سوٹ پہنے ہوئے مسکرا رہا تھا۔ ان سب کے جسموں پر شاندار لباس تھے۔ زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی کیپٹن آرتھر اور لیفٹیننٹ جون نے کن آنکھوں سے یہ خوفناک منظر دیکھا اور مزید خوف زدہ ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن جس آواز کو سن کر وہ آنکھیں کھولنے پر مجبور ہوئے تھے وہ آواز ان کے مردہ ساتھیوں کی ہرگز نہیں تھی۔ یہ آواز تو زندہ لوگوں کی دنیا سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ کیپٹن آرتھر اس آواز کو سیکڑوں آوازوں کے جھوم میں بھی با آسانی شناخت کر سکتا تھا

یہ آواز تو ناسا کے خلائی پروجیکٹ کے چیف انسٹرکٹر مسٹر بوٹھم کی تھی جو ونیس کے متعلق انہیں انسٹی ٹیوٹ میں لیکچر دیتا رہا تھا۔ جو ان دونوں کا استاد تھا۔ جس نے کیپٹن آرتھر اور لیفٹیننٹ جون کو ونیس کی روانگی کے لیے منتخب کیا تھا

مسٹر بوٹھم! آپ یہاں، آپ سن ڈوم میں ونیس پر۔ کیپٹن آرتھر حیرانی کے باعث کوئی ایک سوال بھی مکمل نہیں کر سکا۔ وہ پچھلی پچھلی آنکھوں سے اپنے مردہ ساتھیوں کو تھپتھپاتا ہوا دیکھ رہا تھا

سن ڈوم۔ ونیس پر نہیں زمین پر ہیں۔ انسٹرکٹر بوٹھم کی بھاری آواز نے ماحول کو سنجیدہ کیا۔ اس وقت ہم سب بحر منجمد شمالی کے برفانی صحرا

لیکن میں تو ونس کے لیے روانہ ہوا تھا۔ باقاعدہ خلائی جہاز میں ریوانہ ہوا تھا۔ کیپٹن آر تھر کی آنکھیں حیرت سے پھیل کر رہ گئیں۔ تم واقعی خلائی راکٹ ہی میں روانہ ہوئے تھے۔ مسٹر بوتھ کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ لیکن ونس کے لیے نہیں بحر منجمد کے سن ڈوم کے لیے۔ کیونکہ یہاں تک ہم ہوائی جہاز کے ذریعے نہیں آ سکتے۔ تم ونس کے لیے نہیں روانہ ہوئے تھے بلکہ ونس پر جانے کے لیے آخری ٹیسٹ کے لیے یہاں بھیجے گئے تھے اور تم کامیاب ہو گئے ہو۔ اس آخری ٹیسٹ میں تم نے اسی فی صد نمبر حاصل کیے ہیں۔ ویل ڈن لیکن سر! اس مرتبہ جون حیران ہو کر مخاطب تھا

ونس کے وہ چالاک جانور۔ جو ہمارا سامان چوری کر کے لے گئے تھے اور ہمارے ساتھیوں کو اغواء کر کے لے گئے۔ وہ کیسے جانور تھے۔ وہ جانور نہیں تھے۔ مسٹر بوتھم نے جواب میں ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ وہ مشینی روبوٹ تھے جو تم لوگوں کی نگرانی پر مامور تھے۔ ان روبوٹوں نے ہی سمسن اور فلیس کو یہاں تک پہنچایا

لیکن مسٹر جوزف نے تو خود کشی کر لی تھی۔ کیپٹن آر تھر نے قطع کلامی کرتے ہوئے حیرانی کا اظہار کیا۔ مسٹر جوزف کے ریوالور کو ایک دن پہلے تبدیل کر دیا گیا تھا۔ مسٹر بوتھم باہر جانے کے لیے مڑے۔ اب تم لوگ آرام کرو مسٹر بوتھم! کیپٹن آر تھر اپنے بستر سے اچھل کر کھڑا ہو گیا اور مسٹر بوتھم کو پکڑ ہی لیا۔ خدا کے لیے ہمیں حیران چھوڑ کر مت جائیں۔ یہ حیرانی میری جان لے لے گی پوچھو۔ مزید کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ مسٹر بوتھم مسکراتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گئے

وہ عفریت۔ وہ چٹان نما جانور۔ کیا وہ واقعی بحر منجمد کا کوئی خوفناک جانور۔ آر تھر کے پاس سوال کرنے کے لیے الفاظ کم پڑ گئے وہ خوفناک جانور ہالی وڈ کی ایک فلم کے لیے تیار کیا جانے والا ایک ریموٹ کنٹرول جانور ہے۔ مکمل طور پر ایک مشین ہے۔ تم نے اس کی ٹانگوں میں سے الیکٹریک اسپارک خارج ہوتے نہیں دیکھے۔ مسٹر بوتھم قہقہہ لگا کر بنے لیکن اس جانور کی ستون نما ٹانگوں کے درمیان پھنس کر ہمارا ایک ساتھی ہلاک ہو گیا تھا وہ اس وقت اپنے کمرے میں ویڈیو پر کوئی فلم دیکھ رہا ہے۔ برگر نام ہے اسکا۔ مسٹر بوتھم نے جواب دے کر مزید آر تھر کی حیرانی میں اضافہ کیا۔ اس ریموٹ کنٹرول جانور کے پیٹ میں موجود ہمارے لوگوں نے برگر کو کھرانے سے پہلے ہی اندر گھسیٹ لیا تھا

لیکن میری آنکھوں کے سامنے اس جانور نے ہمارے خلائی جہاز کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ جون کی آنکھیں مزید پھیل کر رہ گئیں وہ راکٹ اصلی راکٹ نہیں تھا۔ راکٹ کی ڈمی تھی۔ ایک مصنوعی ماڈل تھا۔ جسے لکڑی۔ گتے اور ہارڈ بورڈ کی مدد سے تیار کیا گیا تھا۔ یہ جواب کیپٹن آر تھر کے ایک مرحوم ساتھی مسٹر جوزف نے قہقہہ لگا کر دیا۔ مسٹر جوزف کا قہقہہ زندگی سے بھرپور تھا یہ سب کچھ ایک ڈراما تھا۔ لانگ پلے ڈراما۔ ہمارے ٹیسٹ لے جا رہے تھے۔ سولہ افراد کی ٹیم میں چودہ افراد اس ٹیسٹ میں فیل ہو گئے

- مسٹر جوزف نے ایک بار پھر قہقہہ لگایا۔ جیسے اب اپنی ناکامی پر بھی وہ خوش ہو یقیناً! اس خوفناک ٹیسٹ نے ان سب کے دلوں سے ونس پر جانے کے شوق کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ سب کے سب قہقہہ لگانے لگے۔ انسٹرکٹر بوٹھم ایک بار پھر اپنی کرسی سے کھڑا ہو کر باہر جانے کے لیے آگے بڑھا تھا۔ لیکن کیپٹن آرتھر نے ایک بار پھر پکڑ لیا

بس ایک آخری سوال۔ کیپٹن آرتھر کے لبوں پر بھی مسکراہٹ تھی۔ مسٹر بوٹھم نے سر کے اشارے سے سوال پوچھنے کی اجازت دی میرے بیس نمبر کس غلطی پر کاٹے گئے ہیں۔ سوال کر کے آرتھر کے چہرے پر سنجیدگی پھیل گئی تمہارے غلطیوں پر۔ مسٹر بوٹھم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ تم نے اپنے خلائی راکٹ کی تباہی کے وقت ایٹمی تابکاری سے بچاؤ کرنے والا ایٹمی ریڈی ایشن، انجکشن نہ صرف خود نہیں لگایا۔ بلکہ اپنے ساتھیوں کو بھی اس کی ہدایت نہیں کی اور دوسری غلطی کیا تھی۔ کیپٹن آرتھر کے ہونٹ سیٹی بجانے والے انداز میں سکڑ گئے مزید غلطیاں پوچھو گے تو مزید نمبر کاٹ دیے جائیں گے۔ مسٹر بوٹھم نے باہر جانے کے لیے قدم بڑھایا۔ کیپٹن آرتھر جھینپ کر رہ گیا ایک سوال اور! اس مرتبہ جون نے مسٹر بوٹھم کا راستہ روک لیا تھا جی! مسٹر بوٹھم سنجیدہ ہونے کے باوجود بھی مسکرا دیے بحرِ نجد شمالی کے درخت، ان کے پتے کالے کیوں ہیں۔ جون نے حیران ہوتے ہوئے اپنا سوال کیا کلوروفل کی کمی کی وجہ سے۔ مسٹر بوٹھم کی جگہ یہ جواب بائیوکیسٹ جوزف نے دیا۔ سورج کی روشنی و حرارت کی کمی کی وجہ سے۔ احمق انجینئر۔ جوزف کے اس جواب پر ایک بار پھر کمرے میں قہقہے گونجنے لگے۔

ختم شد

گلریا کا آدم خور

گلریا کا آدم خور برٹش آرمی کے ایک سابق بریگیڈیئر جشیدار جاسپ خان کیانی کی آپ بیتی ہے، جسے عبید اللہ بیگ نے کہانی کی شکل میں تحریر کیا ہے۔ **گلریا کا آدم خور** ۴۰ کی دہائی کی ایک شکاری مہم ہے جو ایک طرف اُس وقت کے راجھستان اور راجھستانی راجاؤں کی آن بان کی خوبصورت تصویر پیش کرتی ہے تو دوسری طرف تقسیم ہندوستان اور قیام پاکستان کی راہ میں آنے والی سیاسی ریشہ وانیوں اور ان دیکھی قوتوں کی پس پردہ سازشوں سے نقاب اٹھاتی ہے۔ اس داستان میں بعض ایسے حقائق بیان کئے گئے ہیں جو اس خطہ کے جغرافیائی نقشہ کو کسی اور ہی رخ سے پیش کرتے ہیں۔ یہ کتاب آپ بہت جلد کتاب گھر پر دیکھ سکیں گے۔